محمود کی جلوہ نمائی

(ب) حضرت امام یحییٰ بن عقب (پانچویں صدی کے عارف باللہ اور شامی بزرگ) نے خبر دی۔

و محمود سیظہر بعد ھذا
و یملك الشام بلا قتال

(شمس العارف الکبریٰ مصری ص340)

کئی روشن سورج چمکتے ہیں

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ایک بلند پایہ اور باکمال اہل اللہ ولی کامل گزرے ہیں۔ آپ اپنا ایک کشف اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

ایک دن میں بیت احمدیہ پشاور میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مکرمی میاں شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ پر اچانک کشفی حالت طاری ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تشریف لائے ہیں۔ آپ کا دل مجھے سامنے نظر آرہا ہے۔ جس میں کئی روشن سورج چمک رہے ہیں۔ جن کی چمک اور روشنی بڑے زور کے ساتھ ہمارے اوپر پڑ رہی ہے۔ آپ کے دل کے سامنے میرا دل ہے جس میں بلب کی روشنی کے برابر روشنی نظر آتی ہے۔ (حیات قدسی جلد4 ص32)

مصلح موعود کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی اور اس کے مصداق کا دعویٰ

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا:۔

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین (......) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب (......) کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ (......) خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء (۔) جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان امراً مقضیا‘‘

(اشتہار 20 فروری 1886ء روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 647)

12 مارچ 1944ء کو لاہور کے جلسہ عام میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت پُر شوکت الفاظ میں اعلان فرمایا:۔

’’آج میں اس جلسہ میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں 13 ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ (دین) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔‘‘ (الفضل 18 فروری 1958ء)

پیشگوئی مصلح موعود کی اہمیت و افادیت کا پُر معارف بیان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات میں یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی

مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ اصل مقصد دین کی سچائی ظاہر کرنا ہے

خطبہ جمعہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20؍فروری 2009ء سے چند اقتباسات

.... حضرت مسیح موعود کے اس عظیم فرزند کی ذات میں، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ذات میں، جو بشیر ثانی ہیں، پیشگوئی مصلح موعود بڑی شان سے پوری ہوئی۔ جس کا اظہار ایک دنیا نے کیا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد خلیفہ بنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 52 سال آپ کی خلافت رہی اور آپ کے زمانہ میں جماعت نے جس طرح ہندوستان سے باہر نکل کر ترقی کی ہے یہ بھی اس پیشگوئی کی سچائی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کے دور کا احاطہ کریں تو ایک وقت میں اس بارہ میں کچھ کہنا مشکل کیا ناممکن ہے۔ لیکن اس وقت مَیں پیشگوئی کے پورا ہونے کے جو خاص نشانات ہیں اور اس سلسلہ میں بعض واقعات حضرت مصلح موعود کی اپنی زبان میں اور جو غیروں نے بیان کئے وہ بیان کروں گا۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جو مصلح موعود تھے اس وقت تک اپنے بارے میں اعلان نہیں فرمایا کہ میں مصلح موعود ہوں جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا نہیں دیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر 1944ء میں آپ نے اعلان فرمایا کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مَیں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ سے (۔) دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔ پہلے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی بعض شہادتیں جو غیروں کی ہیں وہ پیش کر دیتا ہوں۔

ایک معزز غیر احمدی عالم مولوی سمیع اللہ خاں صاحب فاروقی نے قیام پاکستان سے پہلے ’’اظہار حق‘‘ کے نام سے ایک ٹریکٹ میں لکھا کہ ’’آپ کو (یعنی مسیح موعود کو) اطلاع ملتی ہے کہ مَیں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے‘‘۔ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے اس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے انہیں خلیفہ مقرر کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی گئی تھی بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت اکثریت نے (حضرت) حکیم نور الدین صاحب کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ جس پر مخالفین نے محولہ صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانے میں احمدیت نے جس قدر ترقی کی وہ حیرت انگیز ہے۔ خود مرزا صاحب کے وقت میں احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ خلیفہ نور الدین صاحب کے وقت میں بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریباً دنیا کے ہر خطے تک پہنچ گئی اور حالات یہ بتلاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد 1931ء کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ بحالیکہ اس عہد میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظّم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہیں ہوتی تھیں‘‘۔

(یہ ایک غیر از جماعت کے تاثرات ہیں کچھ نہ کچھ حق تو لکھنا جانتے تھے۔............)

’’الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے لئے قائم کیا گیا اور اس کے ذریعہ جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی من وعن پوری ہوئی۔

(’’اظہار الحق‘‘ صفحہ 16۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 286)

......ایک بات اس میں یہ تھی کہ ’’زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا‘‘ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود کے زمانے میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور دنیا میں بہت سارے مشن کھلے۔ بلکہ بعض مشن بعد میں بند بھی ہوئے۔ آپ کے زمانے میں سیلون، ماریشس، سماٹرا، سٹریٹس سیٹلمنٹس (Straits Settlements)، چین، جاپان، بخارا، روس، ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، سوڈان، ابی سینیا، مراکو، چیکو سلواکیہ، پولینڈ، رومانیہ، یونائیٹڈ سٹیٹس، ارجنٹائن، یوگو سلاویہ۔ تقریباً کوئی 34-35 ممالک میں مشن کھلے اور (۔) پھیلی اور فرمایا کہ ہزاروں مسیحی میرے ذریعہ سے (۔) میں داخل ہوئے۔ اس طرح میرے ذریعہ (۔) اور احمدیت کی جو (۔) ہے وہ ساری دنیا پر حاوی ہو جاتی ہے۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 16 صفحہ 611)

پس اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی چند باتیں مَیں نے بیان کی ہیں۔ اس پیشگوئی کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جلّشانہٗ نے .... کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردے کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جاوے۔ .... اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہ .... خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کرکے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردے کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔............

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اول صفحہ 114-115)

یہ پس منظر اور اہمیت اس پیشگوئی کی ہے جو مختصراً مَیں نے بیان کی ہے اور اس پیشگوئی کی شان حضرت مسیح موعود کے اس آخری اقتباس میں ہم نے دیکھی اور سنی۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ اب بعض لاعلم احمدی جو مختلف جگہوں سے خطوں میں لکھ دیتے ہیں، یہاں بھی سوال کر دیتے ہیں کہ ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں، باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے ان پر واضح ہو گیا ہوگا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد .... کی سچائی اور آنحضرتؐ کی صداقت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیات کا حامل تھا اور جس نے .... کی حقانیت دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔

پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنے ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے .... کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانے والا ہونا چاہئے نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل 7؍اپریل 2009ء)

گلدستہ سیرت حضرت مصلح موعود

حضور کے اپنے مبارک الفاظ و بیان میں

عبدالسمیع خان

عشق الٰہی

میں اپنے نفس کو جانتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ محبت اگر مجھے ہے تو خدا تعالیٰ سے ہے بلکہ بعض دفعہ مجھے رشک آ جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ کیا...... کے دل میں مجھ سے زیادہ خدا تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے؟ پس میں اپنے دل کو جانتا ہوں اور میرا رب میرے دل کو جانتا ہے۔ (خطبات محمود جلد 16 ص 118)

خدا اور رسول اور قرآن سے محبت

میں اپنے دل کو جانتا ہوں اور میں مقدس سے مقدس مقام میں کھڑا ہو کر غلیظ سے غلیظ قسم اس بات کے لئے کھا سکتا ہوں کہ خدا اور اس کے رسول کی عزت کے سوا میرے دل میں اور کسی عزت پھیلانے کا ولولہ نہیں۔ اس کے کلام کی محبت سے میرا دل لبریز ہے اور اس کی اشاعت کے لئے مجھے اتنا جوش ہے کہ اور کسی چیز کے لئے اتنا جوش نہیں۔ (خطبات محمود جلد 16 ص 112)

فہم دین اور اس کا بیان

مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا ملکہ دیا ہے کہ میں (دین) کے کسی حکم کو بھی لوں، اسے ہر دفعہ نئے رنگ میں بیان کر سکتا اور نئے پیرایہ میں لوگوں کے ذہن نشین کر سکتا ہوں۔ (خطبات محمود جلد 16 ص 835)

قوت اجتہاد

انبیاء کو علیحدہ کر کے کسی اور سے دبنے کا مادہ میں نے اپنے اندر کبھی پایا ہی نہیں اور میں کسی کے اجتہاد کو بلا دلیل ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اجتہاد کی بناء عقل پر ہوتی ہے۔ پس جس طرح کسی اور میں عقل ہے۔ اسی طرح مجھ میں بھی عقل ہے۔ اگر کوئی بلا دلیل بات کہتا ہے۔ تو میرے نزدیک ضروری نہیں کہ اسے تسلیم کیا جائے۔ پس اگر کوئی حقیقت کے خلاف اپنا اجتہاد پیش کرتا ہے۔ تو میں اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ خواہ اس کے نام کے ساتھ کتنے القاب لگے ہوئے ہوں۔ (الفضل 21 اپریل 1925ء)

دعوت الی اللہ کا شوق

میں طبعی طور پر اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں کہ (دعوت الی اللہ) کا کام مجھے نہایت پسندیدہ ہے۔ بچپن میں اگر میرے دل میں آئندہ زندگی کے متعلق کوئی احساس تھا۔ تو یہی کہ دنیا میں (دعوت الی اللہ) کے لئے نکل جاؤں گا مگر باوجود اس خواہش کے خدا تعالیٰ نے ایسا کام سپرد کیا کہ مرکز میں رہوں اور سوائے کسی اشد ضرورت کے باہر نہ نکلوں۔ میں نے اپنے لئے یہی فیصلہ پسند کیا۔ گو طبعی طور پر اس میں بعض ایسی باتیں ہیں کہ جو میری فطرت کے خلاف ہیں۔ مگر یہ فیصلہ اس فیصلہ سے بے انتہا بہتر ہے جو ہماری عقل تجویز کرتی۔ (الفضل 11 جولائی 1925ء)

سچائی کا خلق

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیشہ مجھے سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائی اور کم سے کم جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے اور اچھے برے کی مجھے تمیز ہوئی ہے۔ اس وقت سے میں نے خدا کے فضل سے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ (الفضل 13 جنوری 1925ء)

وفاداری اور وفا شعاری

اپنی اہلیہ حضرت امۃ الحی صاحبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

سالہا سال تک ایک مرنے والے کو جس کی یاد کوئی چیز نہ دلاتی ہو۔ یاد رکھنا وفاداری ہے۔ شرک نہیں عام طور پر لوگوں کو منہ دیکھے کی محبت ہوتی ہے۔ جب کوئی نظروں سے غائب ہو جائے اسے بھول جاتے ہیں۔ مگر میں نے بارہا غور کیا ہے اور ہر بار اس خواہش کو اپنے دل میں پایا ہے کہ اگر میں اپنے مرنے پر کوئی ایسے آدمی چھوڑ جاؤں۔ جن کے دل اسی طرح میری محبت اور میرے لئے دعا سے پُر ہوں جس طرح میرا دل امۃ الحی کے لئے پُر ہے تو میں سمجھوں گا کہ میں ایک کام کر کے مرا ہوں۔ کون ہیں جو مرنے والوں کو یاد رکھتے ہیں جب وہ اپنی خواہشات کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ جب اپنی لذتوں کے حصول کا ذریعہ پا لیتے ہیں تو مُردوں کو بھول جاتے ہیں اور شاذ ہی کوئی ہوتا ہے جو مرنے والوں کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتا ہے۔ **لیکن مجھ میں وفاداری اور وفاشعاری ایک ایسا اعلیٰ جذبہ رکھا گیا ہے کہ میں نے اپنے بچپن کے زمانہ سے اسے محسوس** کیا ہے۔ اس زمانہ میں جب دوست مجھ سے پوچھا کرتے کہ تم پر کونسی بات سب سے زیادہ اثر کرتی ہے تو میں جواب دیا کرتا تھا میں اگر کسی کتاب میں وفاداری کا کوئی واقعہ پڑھوں تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر جانے سے باز نہیں رہ سکتیں۔ میرے نزدیک کسی کی جدائی اور اس دنیا کے لحاظ سے ہمیشہ کی جدائی کو یاد رکھنا ایک ہی خوشگوار رنج ایک فرحت پہنچانے والا غم اور ایک مسرت بخش تکلیف ہے۔ یہ رنج ہزاروں خوشیوں سے بہتر اور یہ غم ہزاروں فرحتوں سے اچھا ہے۔ محبت کا درد درد نہیں بلکہ ایک دوا ہے۔ وفاداری کا صدمہ صدمہ نہیں بلکہ دل کو صاف کرنے والی ایسی بھٹی ہے جس سے وہ جلا پا کر نکلتا ہے اور انسان کی روح آلائشوں سے پاک ہو کر اس اعلیٰ مقام پر سانس لیتی ہے۔ (الفضل 18 اپریل 1925ء)

بیویوں سے مساوی سلوک

میں آپ لوگوں کو اپنا حال سناتا ہوں کہ میں اس قدر احتیاط سے کام لیتا ہوں۔ پچھلے دنوں جب میں بیمار ہوا اور میں نے دیکھا ادھر ادھر آ جا نہیں سکتا تو میں نے کہا کہ میری چارپائی والدہ کے گھر پہنچا دی جائے تاکہ میں ایک مشترک گھر میں رہوں اور کسی بیوی کو شکایت نہ ہو کہ دوسری کے ہاں رہتا ہوں۔ (انوار العلوم جلد 4 ص 451)

شوق مطالعہ

میں کتابوں کے پڑھنے کا بہت شائق ہوں اور اتنا کہ کتابوں کا کیڑا کہنا چاہئے۔ میں ہر فن ہر مذاق اور ہر رنگ کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔ (الفضل 24 نومبر 1921ء)

وسیع دل

مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ایسا وسیع دل دیا ہے کہ میں دشمن کے لئے بھی بددعا کرنا پسند نہیں کرتا۔ ایک شخص نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ کے لئے تم بددعا کیوں نہیں کرتے۔ میں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا دل دیا ہوا ہے۔ تو جو شخص دشمنوں تک کے لئے بددعا نہیں کرتا وہ دوستوں کے لئے کیا کیا دعائیں کرتا ہوگا۔ (الفضل 18 جنوری 1927ء)

میں فخر کے طور پر نہیں بلکہ آپ لوگوں کو تحریص دلانے کے لئے کہتا ہوں کہ ہمارے سلسلہ کا سب سے بڑا دشمن ثناء اللہ ہے۔ مجھے اس سے بھی محبت ہی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں میں کسی سے دشمنی کے لئے پیدا ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ ہر ایک کے ساتھ محبت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ پس آپ لوگوں کو بھی چاہئے کہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار کا ہی سلوک کرو۔ (الفضل 17 مئی 1920ء)

میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ شدید سے شدید دشمن کے متعلق بھی سخت کلامی مجھے پسند نہیں۔ میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے اشد ترین دشمن ہیں۔ مگر میں نے کئی بار دل میں غور کیا ہے۔ ان کے متعلق بھی اپنے دل میں کبھی بغض نہیں پایا اور میں سمجھتا ہوں اگر کسی دشمن کے متعلق دل میں بغض رکھا جائے تو اس سے (دین) کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔...... ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ (الفضل یکم مئی 1940ء ص 3)

1925ء میں کابل میں دو احمدیوں کو شہید کر دیا گیا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مجھے جس وقت گورنمنٹ کابل کی اس ظالمانہ اور اخلاق سے بعید حرکت کی خبر ملی۔ میں اسی وقت بیت الدعا میں گیا اور دعا کی کہ الٰہی تو ان پر رحم کر اور ان کو ہدایت دے اور ان کی آنکھیں کھول تا وہ صداقت اور راستی کو شناخت کر کے اخلاق کو سیکھیں اور انسانیت سے گری ہوئی حرکات سے وہ باز آ جائیں۔ میرے دل میں بجائے جوش اور غضب کے بار بار اس امر کا خیال آتا تھا کہ ایسی حرکت ان کی حد درجہ کی بیوقوفی ہے۔......

میں ان کی اس حرکت پر جو انہوں نے ہمارے دو اور بھائیوں کو سنگسار کر دینے کی ہے اپنے دل میں کوئی غیظ اور غضب نہیں پاتا بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں خدا کے قول اور اخلاق کے خلاف ہم سے اور ہماری نسلوں سے ایسی حرکت سرزد نہ ہو۔......

اخلاق دکھانا

اس تقریر کے ذریعہ میں آئندہ آنے والی نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ طاقت اور قوت کے زمانہ میں اخلاق کو ہاتھ سے نہ دیں۔ کیونکہ اخلاق اصل وہی ہیں جو قوت اور طاقت کے وقت ظاہر ہوں۔ ضعیفی اور ناتوانی کی حالت میں اخلاق اتنی قدر نہیں رکھتے جتنی کہ وہ اخلاق قدر رکھتے ہیں۔ جبکہ انسان برسر حکومت ہو۔ اس لئے میں آنے والی نسلوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ ان کو ہماری ان حقیر خدمات کے بدلے میں حکومت اور بادشاہت عطا کرے گا تو وہ ان ظالموں کے ظلموں کی طرف توجہ نہ کریں۔ جس طرح ہم اب برداشت کر رہے ہیں۔ وہ بھی برداشت سے کام لیں اور وہ اخلاق دکھانے میں ہم سے پیچھے نہ رہیں بلکہ ہم سے بھی آگے بڑھیں۔ (الفضل 21 فروری 1925ء)

آسمانی خطاب

مجھے کسی گورنمنٹ کے خطاب کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے تو خطاب بس ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے دنیا کی بادشاہت سے بدرجہا بڑھ کر میں اس انعام کو سمجھتا ہوں جو اس نے مجھے عطا فرمایا ہے اور ان تمام خطابات سے جو کوئی دنیاوی

گورنمنٹ مجھے دے سکتی ہے۔ مسیح موعود کی غلامی کو اعلیٰ خیال کرتا ہوں۔ پس تم اپنے نفس پر میرا قیاس نہ کرو میرے لئے وہ عزت بس ہے جو میرے مولیٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اور میں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بادشاہ کو بھی وہ عزت کا خطاب عطا فرمائے یعنی احمدی ہونے کا جو اس نے ہمیں عنایت فرمایا ہے تا جس طرح وہ روئے زمین کے طاقتور بادشاہوں میں سے ہیں آسمان پر بھی خدائے تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہوں اور جس طرح زمین کی بادشاہت ان کو عطا کی گئی ہے۔ آسمان کی بادشاہت کے بھی وارث ہوں۔ آمین (انوار العلوم جلد2 ص336)

محنت کی عادت

خطبہ جمعہ یکم فروری 1935ء میں فرماتے ہیں:۔

خدا کے لئے جو جان جائے وہی حقیقی زندگی ہے۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ 18,17/ اکتوبر 1934ء سے لے کر آج تک سوائے چار پانچ راتوں کے میں کبھی ایک بجے سے پہلے نہیں سو سکا اور بعض اوقات تو دو تین چار بجے سوتا ہوں۔ بسا اوقات کام کرتے کرتے دماغ معطل ہو جاتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب دین کا باطل سے مقابلہ ہے تو میرا فرض ہے کہ اسی راہ میں جان دے دوں اور جس دن ہمارے دوستوں میں یہ بات پیدا ہو جائے وہی دن ہماری کامیابی کا ہوگا۔ کام جلدی جلدی کرنے کی عادت پیدا کرو اٹھو تو جلدی سے اٹھو، چلو تو چستی سے چلو، کوئی کام کرنا ہو تو جلدی جلدی کرو، دو گھنٹے کا کام آدھ گھنٹہ میں کرو اور اس طرح جو وقت بچے اسے خدا کی راہ میں صرف کرو۔

میرا تجربہ ہے کہ زیادہ تیزی سے کام کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ایک ایک دن میں سو سو صفحات لکھے ہیں اور اس میں گو بازو شل ہو گئے اور دماغ معطل ہو گیا مگر میں نے کام کو ختم کر لیا اور یہ تصنیف کا کام تھا جو سوچ کر کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے کام اس سے آسان ہوتے ہیں اسی ہفتہ میں میں نے اندازہ کیا ہے کہ میں نے دو ہزار کے قریب رقعے اور خطوط پڑھے ہیں اور بہتوں پر جواب لکھے ہیں اور روزانہ تین چار گھنٹے ملاقاتوں اور مشوروں میں بھی صرف کرتا رہا ہوں۔ پھر کئی خطبات صحیح کئے ہیں اور ایک کتاب کے بھی دو سو صفحات درست کئے ہیں بلکہ اس میں ایک کافی تعداد صفحات کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ (خطبات محمود جلد16 ص92)

تیز رفتاری

میں دیکھتا ہوں وہی کام جو میں تھوڑے سے وقت میں کر لیتا ہوں اگر کسی دوسرے کے سپرد کروں تو وہ دوگنا بلکہ بعض دفعہ چوگنا وقت لے لیتا ہے بلکہ بعض کام جو میں دو گھنٹے میں کر لیتا ہوں اگر کسی اور کے سپرد کروں تو وہ 24 گھنٹے خرچ کر دیتا ہے۔ (خطبات محمود جلد16 ص836)

تجربہ اور سبق

1934ء کے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

میں اپنے نفس میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس فتنہ سے بہت کچھ سبق سیکھا ہے۔ میں اپنے اردگرد کے لوگوں کو دیکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی اس فتنہ سے سبق سیکھا ہے اس طرح جماعت کے سینکڑوں لوگ ہیں جنہوں نے اس فتنہ سے بعض مفید سبق سیکھے مگر ایک یا دو سبق یاد کر لینے سے انسان امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اور سبق ہمیں سکھائے گا اور پھر اور سبق ابتلاؤں کے ذریعہ سکھائے گا یہاں تک کہ الٰہی قرب کا مضمون ہمیں اچھی طرح یاد ہو جائے گا اور کوئی فتنہ ہمارے قدم میں لغزش پیدا نہیں کر سکے گا۔

(خطبات محمود جلد16 ص608)

جماعت کی حیرت انگیز ترقی

خطبہ جمعہ یکم فروری 1935ء میں فرماتے ہیں:۔

جتنے آدمی آج میرے جمعہ میں ہیں حضرت مسیح موعود کی زندگی کے آخری جلسہ میں اس سے چوتھا حصہ جلسہ سالانہ میں تھے۔ قبر سے گز بھر ورے تک (بیت) تھی اور جہاں میں کھڑا ہوں صرف یہاں سے وہاں تک آدمی تھے اور آپ بہت خوش تھے کہ ہماری جماعت پھیل گئی ہے مگر آج اس سے چار گنا جمعہ میں ہیں۔ عورتیں اس کے سوا ہیں اگر انہیں بھی شامل کر لیا جائے تو چار گنے سے بھی زیادہ آدمی آج جمعہ میں ہیں اور غور کرو یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے پھر کوئی دن ایسا نہیں کہ جماعت میں اضافہ نہ ہو اور یہ ایسی بات ہے کہ بعض انگریزوں سے میں نے دوران گفتگو میں اس کا ذکر کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ میری خلافت کے بیس سالہ عرصہ میں مجھے یاد نہیں کوئی دن بھی ایسا گزرا ہو جب کوئی شخص جماعت میں داخل نہ ہوا ہو۔ بعض دنوں میں تو بیسیوں سینکڑوں تک داخل ہوتے ہیں مگر ایک دو سے خالی دن تو کبھی نہیں ہوا۔ غور کرو کتنا لمبا عرصہ ہے، اکیسواں سال ختم ہونے والا ہے مگر ایک دن میری زندگی کا ایسا نہیں گزرا کہ کوئی احمدی نہ ہوا ہو۔ اول تو ڈاک میں ہی درخواست بیعت میں کبھی ناغہ نہیں ہوا لیکن اگر ڈاک میں کوئی ایسا خط کبھی نہ آئے تو میں جب باہر نکلا تو (بیت) میں ہی کسی نے بیعت کر لی۔ پس اللہ تعالیٰ نے میرے زمانہ میں جماعت کو غیر معمولی ترقی دی ہے اور پھر منظم ترقی۔ جو لوگ آتے ہیں وہ ٹھہرتے ہیں استقلال دکھاتے ہیں اور ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں اور جماعت برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ پچھلی مردم شماری کے موقع پر مردم شماری کے افسر نے صوبہ سرحد کے متعلق سرکاری رپورٹ میں لکھا کہ جماعت احمدیہ چار گنا بڑھ گئی ہے اور اہلحدیث فرقہ کم ہو گیا ہے پس جماعت احمدیہ کی ترقی ایسے رنگ میں چلتی ہے کہ دوست دشمن سب کو حیرت میں ڈالتی جا رہی ہے۔

(خطبات محمود جلد16 ص85)

وہ مِرے ساتھ رہا

طور پہ جلوہ کناں ہے وہ ذرا دیکھو تو
حُسن کا باب کُھلا ہے بخدا دیکھو تو

رُعبِ حسن شہِ خوباں کو ذرا دیکھو تو
ہاتھ باندھے ہیں کھڑے شاہ و گدا دیکھو تو

اپنے بیگانوں نے جب چھوڑ دیا ساتھ مرا
وہ مرے ساتھ رہا اس کی وفا دیکھو تو

عاقلو! عقل پہ اپنی نہ ابھی نازاں ہو
پہلے تم وہ نگہِ ہوش رُبا دیکھو تو

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو

ہیں تو معشوق مگر ناز اٹھاتے ہیں مرے
جمع ہیں ایک ہی جا حسن و وفا دیکھو تو

عاشقو! دیکھ چکے عشق مجازی کے کمال
اب مرے یار سے بھی دل کو لگا دیکھو تو

ہے کبھی رویتِ دلدار کبھی وصل حبیب
کیسی عشاق کی ہے صبح و مسا دیکھو تو

چاروں اطراف میں مجنوں ہی نظر آتے ہیں
نہ ہوا ہو وہ کہیں جلوہ نما دیکھو تو

ہے کہیں جنگ کہیں زلزلہ طاعون کہیں
لے گرپ[1] کا ہے کہیں شور پڑا دیکھو تو

کس نے اپنے رخِ زیبا پہ سے الٹی ہے نقاب
جس سے عالم میں ہے یہ حشر بپا دیکھو تو

کیا ہوا تم سے جو ناراض ہے دنیا محمودؔ
کس قدر تم پہ ہے اَلطافِ خدا دیکھو تو

کلام محمود

[1] انفلوئنزا

محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت فضل لندن

سیدنا حضرت مسیح موعود کی ظہور مصلح موعود کے بارے میں

ایک عظیم الشان پیشگوئی اور اس کا ایمان افروز ظہور

اللہ تعالیٰ کی ازل سے یہ سنت جاری ہے کہ جب بھی وہ دنیا میں کوئی رسول یا نبی بھیجتا ہے تو اپنے فرستادہ کی صداقت ظاہر کرنے کی خاطر اسے آسمانی نشانات سے نوازتا ہے۔ یہ آسمانی نشانات اور پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بھی ثابت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی صداقت اور سچائی پر بھی مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

ہمارے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو احیائے دین کی خاطر مبعوث فرمایا۔ اس عظیم مقصد کی خاطر آپ نے ساری زندگی وقف کئے رکھی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی جو آپ کے مشن کو لے کر اکناف عالم میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں عظمتِ دین حق کا علَم لہرا رہا ہے اور شش جہات میں لوگوں کے دل دین حق کی خاطر جیتے جا رہے ہیں۔ احیائے دین حق کے ایک بابرکت دور کا آغاز ہو چکا ہے جس کا اختتام عالمگیر غلبۂ دین حق کی صورت میں مقدر ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے بکثرت ایسی پیشگوئیاں بطور نشان عطا فرمائیں جو اپنے وقت پر بڑی شان سے پوری ہوئیں اور آپ کی صداقت کا نشان ٹھہریں۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود سے متعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک کو 1882ء میں ماموریت کے الہام سے مشرف فرمایا۔ آپ نے خدمت دین کا علَم اس شان سے بلند فرمایا کہ آپ کی خدمات کی بازگشت برصغیر سے نکل کر یورپ اور امریکہ میں بھی سنائی دینے لگی۔ آپ نے ساری دنیا کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور صداقتِ دین کے نشانات اس غلامِ احمد کے ذریعہ مشاہدہ کریں جس کو خدا تعالیٰ نے مقامِ ماموریت سے نوازا ہے۔ قادیان کے رہنے والے ہندوؤں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ باقی دنیا کے لئے نشان نمائی کا اعلان فرما رہے ہیں۔ ہم جو آپ کے پڑوس میں رہتے ہیں ہمارے لئے بھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان دکھلایا جائے۔ حضرت مسیح پاک نے اس مخلصانہ درخواست کو قبول فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور تخلیہ میں خصوصی دعاؤں کے لئے سوجان پور جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس مرحلہ پر الہاماً آپ کو بتایا گیا کہ تیری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ 1886ء کے شروع میں آپ اس عظیم روحانی مجاہدہ کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔

قریباً 40 روز کی گریہ وزاری کا شیریں پھل رحمت الٰہی نے آپ کی جھولی میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو بشارت دی کہ:

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا‘‘

جس نشانِ رحمت کی نوید آپ کو سنائی گئی اس کے بارہ میں الہامی الفاظ یہ تھے۔

’’قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام‘‘

جو نشان آپ کو عطا کیا جانے والا تھا اس کی عظمت کا ذکر کرنے کے بعد اس کے عظیم الشان مقاصد اور برکات کا بھی اس الہام میں ذکر ملتا ہے۔

’’خدا نے یہ کہا کہ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین (۔) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔‘‘

(اشتہار 20 فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 95)

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کی مظہر، اس عظیم الشان پیشگوئی میں آپ کو دو بیٹوں کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی۔ ایک بیٹا تو مہمان کے طور پر تھا جو ولادت کے بعد جلد ہی دنیا سے رخصت ہونے والا تھا جبکہ دوسرا بیٹا لمبی عمر پانے والا، اور غیر معمولی صفات کا حامل اور خارقِ عادت کارہائے نمایاں سرانجام دینے والا بابرکت وجود تھا۔

20 فروری 1886ء کو شائع ہونے والی یہ عظیم المرتبت پیشگوئی ہر لحاظ سے خدائے قادر کی قدرت اور جلال کی آئینہ دار ہے۔ پیشگوئی کے وقت حضرت مسیح پاک کی عمر اکاون سال ہو چکی تھی۔ کون جانتا ہے کہ اس کی زندگی کتنی لمبی ہوگی۔ یہ حتمی وعدہ دیا گیا کہ فرزند موعود نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس وقت تک زندہ رہے گا اور اس کی بیوی بھی زندگی پائے گی۔ پھر اولاد ہونے کا کون ضامن ہے؟ اولاد ہو بھی تو بیٹا ہوگا یا بیٹی، کون اس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اگر بیٹا بھی ہو تو کسے معلوم کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں۔ اور اگر وہ زندہ رہے تو کن صفات کا حامل ہوگا۔ اور زندگی میں کیا کرے گا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں کوئی انسان بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ سب باتیں غیب کے پردوں میں چھپی ہوتی ہیں۔ عالم الغیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں وہ شخص بتا سکتا ہے جس کو خدائے ذوالجلال نے اس کا علم دیا ہو!

دنیا کے مادہ پرست لوگ خدا کی بتائی ہوئی باتوں پر پھبتیاں کسنے لگے اور ہر ہر بات کو تمسخر کا نشانہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے بھی عجیب رنگ دکھایا۔

پیشگوئی کے چند ماہ بعد آپ کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ مخالفین جھٹ بول پڑے کہ پیشگوئی غلط ہوگئی۔ ابھی ان کا مزید امتحان مقصود تھا۔ اگلے سال آپ کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی لیکن وہ پندرہ ماہ بعد وفات پا گیا۔ مخالفین نے ایک بار پھر شادیانے بجائے کہ خدا کی بات اور آپ کی بتائی ہوئی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔ لیکن نہیں۔ کون ہے جو خدا کی بات کو جھوٹا کر سکے اور کون ہے جو خدائی تقدیر کے راستہ میں کھڑا ہو سکے؟ مخالفین کی ان تعلّیوں کے جواب میں حضرت مسیح پاک نے کامل یقین، جلال اور تحدی سے فرمایا کہ فرزند موعود خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

چنانچہ وہی ہوا جو ازل سے مقدر تھا۔ پیشگوئی میں پہلے روز سے بتائی گئی نو سالہ مدت کے اندر 12 جنوری 1889ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح پاک کو ایک فرزند عطا فرما دیا!

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت مسیح موعود نے اس فرزند موعود کی ولادت کا ذکر اسی روز ایک اشتہار کے ذریعہ کر دیا۔ عجیب تصرف الٰہی دیکھئے کہ یہ اعلان ولادت اسی اشتہار ’’تکمیل تبلیغ‘‘ میں شائع کیا گیا جس میں حضرت مسیح پاک نے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے لئے دس بنیادی شرائط بیعت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ حسنِ توارد بھی مصلح موعود سے متعلق اس پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

فرزند موعود جس کا پورا نام صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔ پیشگوئی کے عین مطابق پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پچاس سے زائد صفات کا حامل ہوا جن کا ذکر پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

’’وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے پاک کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا......دو شنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ **مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ. كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ.** جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیاً۔‘‘

(اشتہار 20 فروری 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 96)

اس پیشگوئی میں مذکور ایک ایک بات اپنی ذات میں ایک عظیم پیشگوئی ہے۔ ایک ایک صفت ایسی ہے کہ جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ عظمت و شوکت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ پھر اس موعود فرزند کی عظمت کا اندازہ کیجئے جو ان سب صفات کا مصداق بننے والا تھا۔ دنیا کی نظر میں تو شاید ان اوصافِ عالیہ کا ایک فرد واحد میں اجتماع قطعاً ناممکن بات ہو لیکن یہ اس قادر و توانا، رب ذی الجلال والاکرام کا کلام اور اس کی پیشگوئی تھی جس کے آگے کوئی بات انہونی اور مشکل نہیں۔ خدا نے جو چاہا وہ بالآخر ہو کر رہا!

ناممکن اور نامساعد حالات کے باوجود یہ سب باتیں پوری ہو کر رہیں۔ دنیا نے دیکھا، اپنے اور بیگانے، دوست اور دشمن سب اس بات کے زندہ گواہ بنے کہ حضرت مسیح پاک کے مقدس گھر میں پیدا ہونے والا فرزند موعود۔ مصلح موعود کے طور پر مطلع عالم پر بڑی شان سے ابھرا جو صفات اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں بتائی گئی تھیں وہ ان سب کا مصداق ثابت ہوا۔ خدا کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر رہا۔ وہ جلد جلد بڑھا اور پیشگوئی میں مذکور ہر ایک بات کو پورا کرتے ہوئے فائز المرام اس دنیا سے رخصت ہوا، اس عظمتِ شان کے ساتھ کہ اس کا نیک تذکرہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا کہ وہ خدائے رحمان کا ایک عظیم نشان تھا اور ظاہر ہے کہ خدائی نشانوں کی عظمت کبھی ماند نہیں پڑتی۔

اس اجمالی ذکر کے بعد آیئے ذرا حضرت مصلح موعود کے پیچھے قدم بقدم چل کر دیکھیں کہ اس مقدس وجود نے کن رفعتوں کو چھوا، کون سے

کارہائے نمایاں سرانجام دئے اور کس طرح خدمت دین کے لئے اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ قربان کر دیا۔

26 مئی 1908ء کو حضرت مسیح پاک کا وصال ہوا۔ حضرت مصلح موعود آپ کے بچوں میں سب سے بڑے تھے۔ اچانک اس عظیم خلاء سے گھریلو اور خاندانی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ پر جو بوجھ آن پڑا اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس ذاتی صدمہ سے بڑھ کر آپ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ حضرت مسیح پاک کے لائے ہوئے مشن کو خدانخواستہ کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ایسے نازک اور دردبھرے موقع پر حضرت مصلح موعود نے، جو اس وقت انیس سال کے تھے، حضرت مسیح پاک کے جنازہ کے پاس کھڑے ہو کر یہ عہد کیا کہ

''اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا، تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا۔'' (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 548)

یہ وقتی اور جذباتی اظہار نہ تھا، ایک سچا اور قطعی پیمانِ وفا تھا جس کو آپ نے ہر آن یاد رکھا اور خوب خوب نبھایا۔

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں
جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

حضرت مصلح موعود نے جوانی کی حدود میں قدم رکھتے ہی خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ یہ مبارک جہاد آپ کی ساری زندگی پر پھیلا نظر آتا ہے۔ 1906ء میں سترہ سال کی عمر میں آپ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر مقرر ہوئے اور اسی سال آپ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر پہلی بار تقریر کی۔ 1910ء میں خلافت اولیٰ کے دور میں پہلی بار خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 1912ء میں آپ نے بلاد عربیہ کا سفر فرمایا۔ اس سفر کے دوران آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور شریفِ مکہ سے بھی ملاقات کی۔ اس سفر میں آپ مصر بھی تشریف لے گئے۔ اسی طرح آپ نے اٹلی میں وزیراعظم مسولینی سے بھی ملاقات کی۔

1913ء میں آپ کو جماعت کی ایک عظیم اور پائیدار خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ آپ کے ہاتھوں اخبار الفضل کا اجراء ہوا۔ جماعت کا یہ نقیب آج بھی بڑی شان سے جاری ہے۔ ربوہ کے علاوہ لندن سے اس کا انٹرنیشنل ایڈیشن بھی شائع ہوتا ہے۔ الفضل اخبار نے جماعتی تربیت اور خاص طور پر خلیفہ وقت کے ارشادات ساری دنیا میں پھیلانے کے سلسلہ میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔

1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات ہوئی تو خلافت کی ذمہ داری حضرت مصلح موعود کے سپرد ہوئی۔ جماعت کی غالب اکثریت نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ دنیا کی نظر میں ایک کم عمر، نوجوان، ناتجربہ کار اور دنیوی اعتبار سے علمی لیاقت نہ رکھنے والے کے کندھوں پر یہ بھاری بارِ امامت ڈال دیا گیا۔ بعض نے خیال کیا اور برملا اس کا اظہار بھی کہ اب اس جماعت کا شیرازہ بکھر جائے گا کیونکہ اس کی باگ ڈور ایک بچے کے سپرد کر دی گئی ہے جو ان کی نظروں میں اس لائق نہ تھا۔ لیکن جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہو اور جسے خدا نے یہ مرتبہ عطا فرمایا ہو وہ بھلا کیسے ناکام ہوسکتا تھا؟ وہی بچہ، خداتعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں ایک عظیم قائد کے طور پر ابھرا اور دن بدن آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل و فراست، روحانی، علمی اور قائدانہ صلاحیتوں میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنی جانثار جماعت کو ایسا متحرک اور فعال بنا دیا کہ جماعت احمدیہ نہ صرف سارے ہندوستان میں ایک منظّم اور مستعد جماعت کے طور پر پہچانی جانے لگی بلکہ دیگر ممالک میں بھی اس جماعت کے حوالے سے دین حق کا چرچا ہونے لگا۔

حضرت مصلح موعود نے خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر اکاون سال سے زائد عرصہ تک جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی۔ یہ تاریخ احمدیت کا ایک سنہری دور ہے۔ اس دور میں دین حق کی ترقی اور غلبہ، احمدیت کے استحکام، قرآن مجید کی اشاعت اور ملک و قوم کی خدمت وغیرہ کے اعتبار سے اتنے کام ہوئے کہ ان کا تذکرہ کرنے کے باوجود ہمیشہ ہی یہ احساس رہتا ہے کہ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کسی بھی کام کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کے لئے پلاننگ اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود نے سب سے پہلے اس بنیادی کام کی طرف توجہ فرمائی۔ منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد آپ نے ملک بھر کے احمدی نمائندگان کی ایک خصوصی مجلسِ شوریٰ طلب فرمائی۔ غوروفکر، مشورہ اور دعاؤں کے بعد فوری طور پر آپ نے تربیتی، اصلاحی، تنظیمی اور دعوت الی اللہ کاموں کا بیک وقت آغاز کر دیا۔ برطانیہ میں دعوت الی اللہ کیلئے خلافت اولیٰ کے آخر میں مربی بھجوائے جا چکے تھے تاہم برطانیہ میں مرکزی مشن ہاؤس کا باقاعدہ قیام خلافت ثانیہ کے آغاز میں اپریل 1914ء میں ہوا۔ اس سے اگلے سال ماریشس اور سیلون میں بھی دینی مراکز جاری ہوئے۔ 1920ء میں امریکہ اور 1921ء میں سیرالیون، غانا، نائیجیریا اور بخارا میں دعوت الی اللہ کے مراکز قائم ہوئے اور یہ سلسلہ مسلسل آگے سے آگے بڑھتا رہا۔

خلافت ثانیہ میں مجموعی طور پر 46 ملکوں میں جماعت کو دعوت الی اللہ مراکز قائم کرنے کی توفیق ملی۔ بیرونی ممالک میں 311 بیوت الذکر کی تعمیر مکمل ہوئی۔ ان بیوت الذکر کے میناروں سے صبح و شام توحید کی منادی ہونے لگی۔ دعوت الی اللہ کا مقدس فریضہ ہمیشہ ہی حضرت مصلح موعود کی ترجیحات میں سرِفہرست رہا۔ آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ نوجوان خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں اس طور پر وقف کریں کہ ان کا کوئی مطالبہ نہیں ہوگا اور وہ ہر کام کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے، آپ نے جماعت کے سامنے یہ انقلابی تحریک پیش فرمائی اور ساتھ ہی اپنا شاندار قابل تقلید نمونہ بھی۔ آپ نے فرمایا۔

''میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کے لئے وقف ہیں''

جماعت کے جانثاروں نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور سینکڑوں نوجوانوں نے اپنی زندگیوں کے نذرانے پیش کر دئے۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر ہندوستان اور اکناف عالم میں مفوضہ خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ کے دور میں 164 واقف زندگی مجاہدین نے دیارِ غیر میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان میں ایسے خوش نصیب بھی تھے جنھوں نے اس راہ میں قید و بند کی صعوبتیں مردانہ وار برداشت کیں اور دعوت الی اللہ سے فائزالمرام واپس لوٹے۔ کچھ ایسے خوش قسمت بھی تھے جنہوں نے اسی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور دور دراز ملکوں کی سرزمین اوڑھ کر ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ خوشا نصیب کہ وہ شہادت کا جام پی کر ابدی اور لازوال زندگی سے ہمکنار ہو گئے۔ ان کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوئی لیکن قربانی کا یہ جذبہ پیدا کرنے میں حضرت مصلح موعود نے ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

حضرت مسیح موعود نے غلبہٗ دین حق کے لئے جن مستحکم بنیادوں پر کام کا آغاز فرمایا حضرت مصلح موعود نے اس مشن کو بڑی تیزی اور مستعدی سے آگے بڑھایا۔ ساری دنیا میں دینی مراکز کا جال بچھا کر آپ نے دین حق کے حق میں ایک خوش آئند انقلاب برپا کر دیا۔ دین حق پر حملہ کرنے والے منّادنے راہِ فرار اختیار کی۔ پے در پے ناکامیوں کے بعد بعض افریقن ممالک میں عیسائی مشنز اپنی تبلیغی مساعی بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کی کوششوں سے تثلیث کدوں کی رونقیں ماند پڑنے لگیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔ اس عالمگیر روحانی انقلاب کے معماروں میں حضرت مصلح موعود کا نام نامی کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

دعوت الی اللہ کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کا میدان بھی حضرت مصلح موعود کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔ آپ نے افریقن ممالک کی طرف اس ضمن میں خصوصی توجہ فرمائی کیونکہ وہاں پر تعلیمی اور طبی سہولتوں کا فقدان پایا جاتا تھا۔ آپ کے دورِ خلافت میں 24 ممالک میں 74 تعلیمی مراکز، سکول اور کالجز کا قیام ہوا۔ 28 دینی مدارس جاری ہوئے اور 17 ہسپتالوں کا قیام عمل میں آیا۔

قیام پاکستان کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ نے حضرت مصلح موعود کی قیادت میں ہر مرحلہ پر تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ قائد اعظم کی برطانیہ سے ہندوستان واپسی اور مسلمانان ہند کی قیادت کا کام دوبارہ شروع کرنے میں حضرت مصلح موعود کی ہدایات اور کوششیں شامل تھیں۔ آپ کی ہی ہدایت پر اس وقت کے امام بیت فضل لندن مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے قائد اعظم کو اس کام کے لئے رضامند کیا۔ قیامِ پاکستان پر منتج ہونے والی اس تاریخی خدمت کا غیروں نے بھی برملا اعتراف کیا ہے۔

سیاسی محاذ پر ہندوستان کے مسلمانوں کی پرزور اور بے لوث نمائندگی کا حق حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان نے ادا کیا جو حضرت مصلح موعود کی راہنمائی میں کام کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ دنیا کے متعدد ممالک کو آمرانہ تسلط سے نجات دلانے اور آزادی سے ہمکنار کرنے میں بھی حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے ایسی سنہری خدمات سرانجام دیں جو تاریخ عالم کے صفحات سے کبھی مٹائی نہیں جاسکتیں۔ ناشکرے پن سے ان کا انکار تو کیا جاسکتا ہے اور بدنیتی سے ان کا تذکرہ چھپایا تو جاسکتا ہے لیکن یہ ایسی بے لوث خدمات ہیں جو انصاف پسند مسلمانوں کے دل سے کبھی محو نہیں ہوسکتیں۔ مسلمانانِ عالم کی یہ خادم جماعت حضرت مصلح موعود کی بابرکت قیادت میں ہر میدان میں سعیٔ مشکور کی توفیق پاتی رہی۔ پیشگوئی کا یہ فقرہ کہ

''وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی''

بار بار بڑی شان سے پورا ہوتا رہا۔

برّصغیر کی تقسیم کے وقت لاکھوں بے سہارا، بھوکے، پیاسے اور در بدر ٹھوکریں کھانے والے مہاجرین کی جس طرح منظّم طور پر بے لوث خدمت جماعت احمدیہ کے رضا کاروں نے کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک زریں باب ہے۔ اس عظیم خدمت کے پیچھے حضرت مصلح موعود کا شفیق وجود متحرک نظر آتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اہل کشمیر کو ہندوؤں کے مظالم سے نجات دلانے اور کشمیر کی تحریکِ کو منظّم کرنے کے سلسلہ میں بھی حضرت مصلح موعود نے بنیادی اور کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پہلے صدر رہے۔ حکومت پاکستان کی درخواست پر آپ کی زیر ہدایت فرقان فورس نے کشمیر کے محاذ پر فوجی خدمات سرانجام دیں۔ یہ بٹالین احمدی رضا کاروں پر مشتمل تھی جس نے 1948 سے 1950 تک بہت جوش اور مستعدی سے کشمیر کے محاذ پر پاکستانی فوج کی مدد کی۔ احمدی رضا کاروں کو حکومت پاکستان اور اخبارات نے اس خدمت پر دل کھول کر خراج تحسین پیش کیا۔

جماعت کے نظام کو مستحکم اور منظّم کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق پائی ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ منصبِ خلافت پر فائز رہے۔ تنظیم کا کام اس سارے عرصہ میں جاری رہا۔ جماعت کے انتظامی ڈھانچہ کو مستحکم کرنے کے لئے آپ نے 1919ء میں صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کے نظام کو وسعت دی۔ جماعت کے مردوں اور عورتوں کو مختلف ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے دائرہ کار میں متحرک اور فعال بنانا بھی آپ کا ایک عظیم کارنامہ

ہے۔1922ء میں لجنہ اماءِ اللہ اور 1928 میں ناصرات الاحمدیہ کا نظام قائم فرمایا۔ خدام الاحمدیہ کا قیام 1938 میں ہوا جبکہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم 1940 میں بنائی گئی۔ اسی سال مجلس انصار اللہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ نظامِ خلافت کے بعد مجلسِ شوریٰ کا نظام سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا آغاز 1922 سے فرمایا۔ آپ نے باقاعدہ وقف زندگی کی تحریک 1917 میں کی اور ان واقفین کی تعلیم وتربیت کیلئے 1928ء میں جامعہ احمدیہ قائم فرمایا۔ دارالقضاء کا قیام 1925ء میں عمل میں آیا۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت سے نازک مراحل آئے لیکن یہ کارواں اپنے صاحب شکوہ، مسیحی نفس امام کی قیادت میں ہمیشہ امن وسلامتی کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا رہا۔ پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق خدا کا سایہ اس کے سر پر تھا اور نصرتِ خداوندی کے سایہ میں اس نے دشمن کی ہر تدبیر کو ناکام ونامراد بنا دیا۔1923ء میں ہندوؤں نے دوسرے لوگوں اور بالخصوص مسلمانوں کو ہندو بنانے کا عزم لے کر شدھی کی زبردست تحریک شروع کی۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت مصلح موعود کا دل سخت بے چین ہو گیا اور آپ نے شدھی کی اس تحریک کے مقابل پر جوابی تحریک شروع فرمائی۔ احمدیت کے وفا شعار مجاہدین نے آپ کی زیر ہدایت ایسی جانثاری سے اس جہاد میں حصہ لیا کہ نہ صرف بہت سے مسلمان ہندو ہونے سے بچ گئے بلکہ جو لوگ ہندو ہو گئے تھے وہ دوبارہ حق کی آغوش میں آگئے۔

1934ء میں دشمن نے جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر تحریک جاری کی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے، جماعت احمدیہ کو دنیا سے کلیۃً نابود کر دیں گے اور اس جماعت کا نام ونشان مٹا کر دم لیں گے۔ حضرت مصلح موعود نے اپنی خداداد فراست سے نہ صرف احرار کے عزائم کو خاک میں ملا دیا بلکہ اس ناپاک منصوبہ کے جواب میں تحریک جدید کے نام سے ایک ہمہ گیر انقلابی تحریک کا آغاز فرمایا جس کے ذریعہ ساری دنیا میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔ اس تحریک جدید کے شیریں ثمرات نے آج کل عالم کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے اور دنیا کے اکثر ممالک اسی بابرکت تحریک سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

1947ء میں جب برّصغیر کی تقسیم عمل میں آئی تو جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس مرکز قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔ یہ وقت جماعت کے لئے بہت ہی کٹھن تھا۔ حضرت مصلح موعود نے کمال فراست اور حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف افراد جماعت کی جانی و مالی حفاظت کا انتظام کیا بلکہ پاکستان میں جماعت کے لئے نیا مرکز بھی قائم کر دیا۔ ایک سال کے اندر اندر دارالہجرت ربوہ کا قیام فی الحقیقت ایک معجزہ سے کم نہیں۔ بے آب وگیاہ، ویران وبنجر سرزمین کی جگہ اب ایک سرسبز وشاداب، ترقی یافتہ، پررونق اور خوبصورت شہر آباد ہے۔ ربوہ کا وجود قائم ودائم رہے گا۔ کوئی جبری قانون اس کے نام کو مٹا نہیں سکتا۔ اس بستی کا چپہ چپہ اس بات کا گواہ رہے گا کہ اس کا بانی صاحبِ عزم بھی تھا اور صاحبِ عظمت بھی!

مخالفت کی آندھیاں ہمیشہ سے خدائی جماعتوں کی تاریخ کا حصہ رہی ہیں۔1953ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف دشمنوں نے ایک ملک گیر تحریک چلائی۔ ان کے عزائم انتہائی ظالمانہ اور خطرناک تھے۔ ایسے مراحل بھی آئے کہ بڑے بڑے صاحبِ حوصلہ لوگوں کے پتے پانی ہو رہے تھے لیکن وہ مبارک وجود جس کو خدا نے اپنے کلام میں ''سخت ذہین وفہیم'' فرمایا جس کے نزول کو بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب قرار دیا، وہ اولوالعزم راہنما' جماعت کے سر پر موجود تھا اور اس کے سر پر خدا کا سایہ تھا۔

حضرت مصلح موعود نے اس نازک دور میں جماعت کی حفاظت اور راہنمائی کا فریضہ انتہائی خوش اسلوبی سے ادا فرمایا اور اللہ سے خبر پا کر یہ اعلان بھی فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد کو دوڑا چلا آرہا ہے۔ ان ہنگاموں کے نتیجہ میں چند خوش قسمت احمدیوں نے شہادت کا اعزاز پایا لیکن مخالفت کا یہ سیلاب جماعت کی ترقی کو ہرگز روک نہ سکا۔ بلکہ جماعت کی مستقل ترقی کا ایک اور وسیلہ تحریک وقفِ جدید کی صورت میں نمودار ہوا جس کا آغاز حضرت مصلح موعود نے 1957ء کے آخر پر فرمایا۔

پیشگوئی مصلح موعود میں فرزندِ موعود کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ

''وہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا''

اس کا ایمان افروز ظہور اس طور پر ہوا کہ خدائے علّام الغیوب نے حضرت مصلح موعود کو دنیاوی ڈگریوں کے بغیر اور نہایت کمزور صحت کے باوجود دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال کر دیا۔ آپ کو مطالعہ کا بہت زیادہ شوق تھا۔ اس ذریعہ سے جو علم آپ حاصل کر سکتے تھے وہ آپ نے کیا۔ اس پر مزید یہ کہ اس سخت ذہین و فہیم انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کا سایہ تھا۔ خدا نے اس میں اپنی روح ڈال کر اس کو اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کے اجتماع نے نورٌ علیٰ نور کی کیفیت پیدا فرما دی اور دنیا نے دیکھا، سنا اور بارہا مشاہدہ کیا کہ حضرت مصلح موعود نے دینی معاملات میں ایسا بلند علمی مرتبہ حاصل کیا جو اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں کم وبیش 225 کتب ورسائل تصنیف فرمائے۔ ان کتب میں سے چند ایک کے نام بطور نمونہ حسب ذیل ہیں:۔

دیباچہ تفسیر القرآن۔ فضائل القرآن۔ سیرت خیر الرسل۔ احمدیت یعنی حقیقی......دعوت الامیر۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ ملائکۃ اللہ۔ ہستی باری تعالیٰ منہاج الطالبین۔ سیر روحانی۔

آپ کی جملہ کتب ''انوار العلوم'' کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔

ان بلند پایہ علمی تصانیف سے بہت بڑھ کر آپ کے خداداد علم کا شاہکار آپ کی تصنیف فرمودہ تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر ہیں۔ قریباً دس ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی یہ تفسیر کبیر لاجواب معارف سے پُر ہے۔ آپ کی علمی تصانیف اور بالخصوص تفسیر کبیر پڑھ کر بڑے بڑے علماء اور ماہرین علوم نے آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کیا۔ آپ کے فیض رساں علمی وجود کے ذریعہ دنیا کو جو برکت نصیب ہوئی اس کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ آپ کے دورِ خلافت میں دنیا کی سولہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت ہوئی اور آپ کی زیر نگرانی قریباً چالیس اخبارات اور رسائل دنیا کے مختلف ممالک سے جاری ہوئے۔

حضرت مصلح موعود کی متحرک اور خدمات دینیہ سے بھرپور زندگی کے اگر دو جامع عناوین دئے جا سکتے ہیں تو وہ اشاعتِ دین اور خدمتِ قرآن ہیں۔ یہ دونوں باتیں تو گویا آپ کی روح کی غذا تھیں۔ آپ نے تحریر وتقریر کے میدان میں ان مقاصدِ عالیہ کی خاطر انتھک خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم اور زبان میں ایسی دلکشی اور شرینی رکھ دی تھی کہ پڑھنے والے آپ کی تحریرات پڑھتے ہوئے علمی معارف میں گم ہو کر رہ جاتے اور آپ کی تقریریں سننے والے گھنٹوں آپ کے خطابات سنتے رہتے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔ لاریب آپ اپنے وقت کے عظیم مصنف اور لاثانی خطیب تھے۔ مقدس باپ سلطان القلم تھا تو عظیم بیٹا سلطان البیان تھا۔ حق یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود نے اپنی ساری زندگی اور ساری خداداد صلاحیتیں اس راہ میں وقف کر دیں۔

جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

1924ء کا سال حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ایک اہم سال ثابت ہوا۔ آپ نے لندن میں منعقد ہونے والی مذاہبِ عالَم کے نمائندگان کی عالمی کانفرنس میں شمولیت فرمائی۔ یہ کانفرنس ویمبلے امپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن میں منعقد ہوئی۔ آپ نے اس کانفرنس کے لئے ایک خطاب لکھا جس کا انگریزی ترجمہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اجلاس میں سنایا۔ آپ کا یہ معرکتہ الآراء خطاب بعد ازاں ''احمدیت یعنی حقیقی......'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ اسی سفر کے دوران حضرت مصلح موعود نے بیت فضل لندن کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے پرسوز دعاؤں کے ساتھ رکھا۔ یہ سنگ بنیاد گویا یورپ بلکہ ایک لحاظ سے ساری دنیا میں اشاعتِ حق کی عالمگیر مہم میں ایک سنگِ میل ثابت ہوا۔

لندن میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی بیت کے بعد تو اکناف عالم میں بیوت الذکر اور دعوت الی اللہ کے مراکز کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر آن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اشاعتِ دین کی ان ہمہ گیر کوششوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کا تشخص دنیا کے کونے کونے میں متحقق ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعود کا مبارک نام بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعود کا ایک اور بہت ہی نمایاں کارنامہ 1928ء میں سیرت النبی ﷺ کے مبارک جلسوں کا آغاز ہے۔ سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو داغدار بنانے کے مذموم ارادہ سے جب دشمنانِ رسول نے رنگیلا رسول جیسی ناپاک کتابیں شائع کیں تو قلبِ محمود پر ایک قیامت گذر گئی۔ آپ نے اس ناپاک اور ظالمانہ کوشش کے مثبت اور مؤثر جواب کے طور پر سارے ملک میں سیرت النبی ﷺ کے جلسوں کا اہتمام کروایا۔ ایسی شان سے یہ جلسے منعقد ہوئے کہ قریہ قریہ اور بستی بستی حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام سے گونج اٹھے۔ بعد میں یہ سلسلہ اور بھی وسیع ہو گیا اور اب تو سیرت النبی ﷺ کے یہ بابرکت جلسے جماعت احمدیہ عالمگیر کی پہچان بن گئے ہیں۔

اس عظیم پیشگوئی کے سب پہلوؤں کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ حق یہ ہے کہ پیشگوئی حضرت مصلح موعود، رب ذوالجلال کی قدرت، عظمت، جلال اور رحمت کا ایک تابندہ نشان ہے۔ ہر پہلو سے ایک تابناک معجزہ ہے۔ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ خدائے قادر کا کلام تھا جو بڑی شان سے پورا ہوا۔ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت مسیح موعود نے جو سنا، وہ برحق تھا۔ آپ نے دنیا کو جو بتایا، وہ سچ تھا۔ اس پیشگوئی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ غلامِ احمد ہی وہ وجود ہے جس کی سچائی ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت، طاقت اور جبروت کا یہ زندہ نشان اسے عطا فرمایا!

اس غلامِ احمد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق ایک فرزند موعود سے نوازا جو ان ساری صفات کا مصداق ثابت ہوا جن کا ذکر مقدس پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ کلام اللہ کا مرتبہ اس شان سے پورا ہوا کہ پیشگوئی کا ایک ایک حرف اس پر صادق آیا اور ایک ایک بات کلام اللہ کی صداقت پر گواہ ٹھہری۔ حق یہ ہے کہ پیشگوئی کا اس طور پر ایمان افروز ظہور ہمیشہ ہمیش کے لئے صداقت دین حق کا ایک زندۂ جاوید نشان ہے۔

حضرت مصلح موعود تو انسان ہونے کے ناطے، اس دنیا سے فائز المرام رخصت ہوئے اور اپنے نفسی نقطۂ آسمان کی طرف اٹھائے گئے لیکن یہ آسمانی نشان ہمیشہ زندہ رہے گا اور حضرت مصلح موعود کی حسین یاد بھی اس نشان کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گی کہ یہ عظیم الشان پیش خبری آپ کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئی اور اس کے فیوض قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا:

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

اس عظیم الشان پیشگوئی کے ایمان افروز ظہور کو دیکھ کر اور اس پیشگوئی کی جاری وساری عالمگیر تاثیرات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد آج الحمدللہ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ

اب وقت آگیا ہے کہ کہتے ہیں حق شناس
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

مکرم ملک رفیق احمد صاحب

سیدنا حضرت مصلح موعود کی سعی پیہم و عمل صالحہ کے متعلق روح پرور نصائح

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اپنے دور خلافت میں احباب جماعت احمدیہ کے اندر سعی عمل کا جذبہ پیدا کرتے رہے جس سے ایک نئے عزم اور ولولہ سے جماعت کا قدم آگے بڑھتا رہا ہے۔ یہاں آپ کی تقریروں اور تحریروں سے ارشادات دیئے جا رہے ہیں جو جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقیات کا موجب بنے۔

شکاری پرندے بنو

آپ فرماتے ہیں۔

’’ہماری جماعت کے افراد کو شکاری پرندے بننا چاہئے۔ انہیں وہ باز بننا چاہئے جو روحانی لحاظ سے اپنے شکار پر حملہ آور ہوتا اور اسے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ چوہوں کی طرح اپنی بلوں میں سر چھپانے والی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی بلکہ کامیاب وہی قوم ہوا کرتی ہے جو بازوں اور شکروں کی طرح ہوتی ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 231)

دینی تعلیم کے حصول کے لئے راہنمائی

آپ نہایت دلنشیں انداز میں یہ نصیحت فرماتے ہیں۔

’’پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی جماعت کے تمام افراد کو دوسروں کے دلائل سے آگاہ رکھیں اور ہر فرد کے یہ ذہن نشین کریں کہ دوسرا کیا کہتا ہے اور اس کے اعتراضات کا کیا جواب ہے اور میں اس غرض کے لئے انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ سے کہتا ہوں کہ وہ سال میں ایک ایسا ہفتہ مقرر کریں جس میں ان کی طرف سے یہ کوشش ہو کہ وہ جماعت کے ہر فرد کو نہ صرف اپنی جماعت کے مسائل سے آگاہ کریں بلکہ یہ بھی بتائیں کہ دوسروں کے کیا کیا اعتراضات ہیں اور ان اعتراضات کے کیا کیا جوابات ہیں۔ یہ تعلیم کا سلسلہ زبانی ہونا چاہئے اور پھر زبانی ہی ان کا امتحان بھی لینا چاہئے تا جماعت میں بیداری پیدا ہو اور وہ دوسروں کے ہر حملہ سے اپنے آپ کو پوری ہوشیاری سے بچا سکے۔ مگر یہ نہ ہو کہ تم اپنی کتابیں پڑھنی چھوڑ دو اور دوسروں کی کتابیں پڑھنے میں ہی مشغول ہو جاؤ۔ پہلے اپنے سلسلہ کی کتابیں پڑھو۔ ان کو یاد کرو۔ ان کے مضامین کو ذہن نشین کرو اور جب تم اپنے عقائد میں پختہ ہو جاؤ تو مخالفوں کی کتابیں پڑھو مگر چوری چھپے نہ پڑھو بلکہ علی الاعلان پڑھو اور سب کے سامنے پڑھو اور پھر مخالف دلائل کا پوری مضبوطی سے رد کرو اور دوسروں کے مقابلہ میں ایک شیر کی طرح کھڑے ہو جاؤ۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 233)

تنظیموں میں شامل نہ ہونا قومی جرم ہے

تنظیموں میں شرکت کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’دوستوں کو معلوم ہے کہ میں نے جماعت کو تین حصوں میں منظّم کرنے کی ہدایت کی تھی۔ ایک حصہ اطفال الاحمدیہ کا یعنی پندرہ سال تک کی عمر کے لڑکوں کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ کا یعنی سولہ سال سے چالیس سال تک کی عمر کے نوجوانوں کا اور ایک حصہ انصار اللہ کا جو چالیس سال سے اوپر کے ہوں خواہ کسی عمر کے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ نوجوان جو خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے لیکن وہ اس میں شامل نہیں ہوا اس نے ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہے جو چالیس سال سے اوپر کی عمر رکھتا ہے مگر وہ انصار اللہ کی مجلس میں شامل نہیں ہوا تو اس نے بھی ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اگر کوئی بچہ اطفال الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا تھا اور اس کے ماں باپ نے اسے اطفال الاحمدیہ میں شامل نہیں کیا تو اس کے ماں باپ نے بھی ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 218)

جماعتی تنظیموں میں محض شامل ہونا کافی نہیں بلکہ اپنے اعمال کو ان مجالس کے اغراض ومقاصد کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے آپ فرماتے ہیں:۔

’’صرف ان مجالس میں شامل ہونا کافی نہیں بلکہ اپنے اعمال ان مجالس کے اغراض و مقاصد کے مطابق ڈھالنے چاہئیں۔ خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال سے خدمت احمدیت کو ثابت کر دیں۔ انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال سے دین کی نصرت نمایاں طور پر کریں اور اطفال الاحمدیہ کا فرض ہے کہ ان کے اعمال اور ان کے اقوال تمام کے تمام احمدیت کے قالب میں ڈھلے ہوئے ہوں جس طرح بچہ اپنے باپ کے کمالات کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح وہ احمدیت کے کمالات کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہی غرض اس نظام کو قائم کرنے کی ہے۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ: 221)

نماز کی پابندی کیلئے نصیحت

ہم میں سے ہر ایک پر نماز باجماعت کی پابندی لازم ہے۔ حضرت مصلح موعود اس امر کی نصیحت کرتے ہوئے نہایت دلنشین انداز میں بیان فرماتے ہیں۔

’’جب میں کہتا ہوں کہ نماز کی پابندی کی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم پانچ نمازوں میں سے چار پڑھو یا ہفتہ کی 35 نمازوں میں سے 34 پڑھو یا سال بھر کی 1800 نمازوں میں سے 1799 نمازیں پڑھو اس کو پابندی نہیں کہتے۔ جب میں کہتا ہوں کہ نمازوں کی پابندی کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم سال کی 1800 نمازیں پوری کی پوری پڑھو۔ جسم فاقہ برداشت کر سکتا ہے لیکن روح فاقہ برداشت نہیں کر سکتی...... بعض لوگ دس دس بارہ بارہ دن کے فاقہ کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں لیکن روح ایک لطیف چیز ہے جو ایک فاقہ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر سال میں ایک نماز بھی چھوڑ دی جائے تو روح مر جائے گی اس وجہ سے علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نماز کی قضا نہیں‘‘۔ (مصباح دسمبر 1950ء صفحہ 15)

نیا عزم اور سعی و عمل

تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ تو میں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کر سکتا ہے۔ سورج مغرب کی بجائے مشرق میں ڈوب سکتا ہے۔ مگر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نیک کام کو جاری کیا جائے اور وہ ضائع ہو جائے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 27)

آپ کی ایک نظم میں نصیحت کا نہایت محبت بھرا انداز ہے آپ فرماتے ہیں۔

میں اپنے پیاروں کی نسبت
ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں
اور ان کی نگاہ رہے نیچی
وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
شیروں کی طرح غراتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں
تو منہ میں کف بھر لاتے ہوں
وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر
امید لگائے بیٹھے ہوں
وہ ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو
مقصود بنائے بیٹھے ہوں
شمشیر زباں سے گھر بیٹھے
دشمن کو مارے جاتے ہوں

(از کلام محمود صفحہ 142)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مصلح موعود کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے سعی پیہم کرنے والا بنائے۔ آمین

مکرم ملک الطاف الرحمان صاحب

حضرت مصلح موعود کی ذہانت کا اعتراف اور قبولیت دعا

1952ء کی بات ہے میں ملیر چھاؤنی کراچی میں تھا۔ اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کراچی تشریف لائے۔ ملیر چھاؤنی میں کافی احمدی آفیسر جن میں جنرل عبدالعلی ملک صاحب بھی تھے رہائش پذیر تھے۔ ہمارا بھی دل چاہا کہ حضور ملیر چھاؤنی بھی تشریف لائیں اور خطاب کریں۔ دوسرے دن پرائیویٹ سیکرٹری مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب کے ذریعہ وقت لے کر ہم نے آفیسر میس میں پروگرام تشکیل دیا۔ سب کو اطلاع کر دی گئی کہ کل شام 4 بجے آفیسرز میس میں حضور خطاب فرمائیں گے۔ رات کو کسی مخالف آفیسر کو پتہ چل گیا کہ کل میس میں مذہبی لیکچر ہو رہا ہے۔ دوسرے دن صبح ہی میس سیکرٹری حفیظ ابن حفیظ نے مجھے بتایا کہ آپ پروگرام میس میں نہیں کر سکتے۔ ہم سارے دوست بہت پریشان ہوئے کہ اب کیا ہوگا۔ میرے ایک غیر احمدی دوست کرنل ممتاز صاحب نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں میری کوٹھی میس کے ساتھ ہے وہاں ہم ٹینٹ لگوا لیتے ہیں اور دو آدمی میس (Mess) کے گیٹ کے پاس کھڑے کر دیتے ہیں جو بھی میس میں آئے گا اسے ساتھ ہی بتا دیا جائے گا کہ ساتھ والی کوٹھی میں پروگرام ہو رہا ہے۔ خیر وقت مقررہ پر حضور تشریف لائے۔ حضور نے اپنے خطاب میں موقع کی مناسبت سے جدید ہتھیاروں کے متعلق روشنی ڈالی۔ دوران خطاب کرنل ممتاز جو میرے

سبز اشتہار۔ تصرفات الٰہیہ کا مظہر

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 12 مارچ 1944ء کو لاہور کے ایک جلسہ عام میں پرشوکت انداز میں اعلان فرمایا کہ میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں۔ شمع خلافت کے پروانوں کا ولولۂ ذوق وشوق عروج پر تھا۔ دوران تقریر جب حضور کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے گئے تو فضائیں تسبیح وتحمید کے نغموں اور پُر جلال نعروں سے گونج اٹھیں۔:

’’خدانے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے کہوں تو وہ سمندر میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں تو وہ جلتے تنوروں میں کود کر دکھاویں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 17 ص 242)

حضور پُرنور نے اپنی تقریر میں ایک عجیب توارد کا بھی ذکر کیا جس کے پیچھے تصرف الٰہی کا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے۔ فرمایا

1888ء میں حضرت مسیح موعود نے 1886ء کے اشتہار کی مزید تشریح کرتے ہوئے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جو سبز رنگ کے کاغذوں پر شائع ہوا۔ ہماری جماعت میں اس اشتہار کا نام ہی ’’سبز اشتہار‘‘ مشہور ہے اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ وہ مکان جس میں آپ نے چالیس روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جو اب ایک ہندو دوست کے قبضہ میں ہے اور جسے ہم ہوشیار پور میں دیکھ آئے ہیں اس کا رنگ بھی سبز ہی ہے۔ گویا 1888ء کا اشتہار بھی سبز رنگ کے اوراق پر شائع ہوا اور اس مکان کا رنگ بھی سبز ہی ہے جو اس ہندو دوست کے قبضہ میں ہے۔ سیٹھ صاحب قادیان مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیونکر خیال آ گیا کہ اس مکان پر سبز رنگ کیا جائے کوئی اور رنگ نہ ہو۔ وہ کہنے لگے ہمارا کاروبار چونکہ بہت وسیع ہے (چنانچہ ایک ہسپتال انہوں نے بنایا ہوا ہے جس میں سینکڑوں مریضوں کو روزانہ مفت دوا دی جاتی ہے اسی طرح ان کی ایک سرائے ہے) اس لئے جب یہ مکان بنا تو ایک کمپنی جس کا نام انہوں نے غالباً ڈیکو بتایا اس کا ایجنٹ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا ہماری فرم آپ کی کوٹھی پر مفت پینٹ کرنا چاہتی ہے بتایئے آپ کونسا روغن کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کوئی روغن کر دیں۔ اس نے روغنوں کی کاپی نکال کر میرے سامنے رکھ دی کہ ان میں سے کوئی سا روغن پسند کرلیں۔ اس وقت بے اختیار میری انگلی سبز رنگ کی طرف اٹھ گئی اور میں نے کہا کہ یہ رنگ ہماری کوٹھی پر کر دیں چنانچہ سبز رنگ کر دیا گیا اور وہ اشتہار بھی سبز رنگ کا ہی تھا جس میں حضرت مسیح موعود نے مصلح موعود کی خبر کی مزید تشریح فرمائی تھی۔‘‘

(’’انوارالعلوم‘‘ جلد 17 صفحہ 222
ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

ہوشیار پور کا وہ مکان جس میں حضرت مسیح موعود نے چلہ کشی فرمائی طویلہ مہر علی کہلاتا تھا اور ان دنوں ایک معزز ہندو لالہ ہرکشن لال صاحب بینکر کے پاس تھا لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی تحویل میں ہے اور مشرقی پنجاب میں دین حق کی اشاعت کا ایک فعال مرکز بن چکا ہے۔

جلسہ سالانہ کے سٹیج پر سیدنا محمود المصلح الموعود کی پہلی تقریر

جلسہ سالانہ 1906ء کے موقع پر سیدنا محمود المصلح الموعود نے پہلی بار خطاب فرمایا جو ردشرک کے موضوع پر تھا۔ حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکمل گولیکی کے قلم سے الحکم 10 جنوری 1907ء کے صفحہ 7 پر حسب ذیل الفاظ میں اس کے تاثرات شائع ہوئے۔

میں ان کی تقریر ایک خاص توجہ سے سنتا رہا کیا بتاؤں۔ فصاحت کا ایک سیلاب تھا۔ جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا۔

واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضور کی صداقت کا ایک نشان ہے اور اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ مسیحیت مآب کی تربیت کا جوہر کس درجہ کمال پر پہنچا ہوا ہے آپ نے سورہ لقمان کی وہ آیات پڑھیں جس میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں۔ کہ شرک سے پرہیز کر فرمایا کہ یہی شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر اس سے کنارہ کشی ہو تو پھر انسان نجات یافتہ ہوسکتا ہے۔

آدمی جو عدول حکمی کرتا ہے اس میں ایک نوع شرک کی پوشیدہ ہے پس اس سے بچو۔ پھر آپ نے روحانی کمالات پر عجیب طرز سے بحث کی اور بتایا کہ انسان جب نماز کو قائم کر لیتا ہے اور شرک سے بکلی مجتنب ہو جاتا ہے۔ تو اسے مامور کیا جاتا ہے اور وہ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے۔ اس وقت اس کی نہایت مخالفت کی جاتی ہے۔ مگر ارشاد ہوتا ہے کہ صبر واستقامت سے کام لے۔ کیونکہ اولوالعزموں کے یہی کام ہیں۔ پھر صبر کے بعد ایک ایسا زمانہ آتا ہے۔ جبکہ خلائق کا رجوع اس کی طرف ہوتا ہے۔ تو ایسی حالت میں یہ حکم دیا گیا کہ............ جیسا کہ ہمارے حضرت کو بھی الہام ہو چکا ہے یعنی اژدھام وانبوہ خلق سے گھبراؤ نہیں اور نہ بے رخی اختیار کرو اور پھر اس ترقی پر نازاں بھی نہ ہو کہ یہ سب خدا کے فضل سے ہے۔

حضرت مصلح موعود کے نام

(ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر جب بارش ہوتی رہی اور ہزاروں کا مجمع دم سادھے ان کی تقریر سنتا رہا میری عمر اس وقت نو سال تھی)

محبتوں کے نور کی جھلک مجھے بھی یاد ہے
ترے حسین روپ کی چمک مجھے بھی یاد ہے
مجھے ہے یاد آج بھی وہ تیری چشم نیم وا
تری جبین ناز کی دمک مجھے بھی یاد ہے

مجھے وہ شام یاد ہے سنی تھی جب تری صدا
تری صدا کی چاشنی اچک کے لے گئی ہوا
ہجوم بیکراں تھا اور رکی ہوئی سی کائنات
کھڑی تھی تیرے دار پر کوئی فقیر بے نوا

بس اک ذرا سی بات ہے کہ روئیداد کچھ نہیں
وہ عمر ایسی عمر تھی کہ اور یاد کچھ نہیں
وہ شام ایسی شام تھی وہ شام بھولتی نہیں
پھر اس کے بعد کیا ہوا چہ بادا باد کچھ نہیں

وہ سال تھا کہ اس کے بعد قافلے ہی لٹ گئے
کچھ ایسے ماہ و سال تھے کہ فاصلے سمٹ گئے
مجھے وہ سردیوں میں بارشوں کی شام یاد ہے
پھر اس کے بعد عمر کے بہت سے سال کٹ گئے

بہت سے سال کٹ گئے ہیں گو ترے وصال کو
میں بھول پائی ہی نہیں ہوں اس عجیب سال کو
جو قادیاں میں کٹ گئی وہ اک عجیب شام تھی
میں کیسے بھول پاؤں گی چمن کے اس غزال کو

ڈاکٹر۔ ف۔ م

مولانا عبدالباسط شاہد صاحب

پُرحکمت بیان......پُرکشش شخصیت

خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد ایک ایسے نابغہ روزگار وجود تھے کہ آپ نے افراد جماعت احمدیہ کو ہی نہیں دنیا بھر کو اپنے مفید کاموں سے متاثر کیا۔ آپ کی مقناطیسی کشش و جذب اپنی مثال آپ تھی۔ آپ کی تقاریر و خطبات میں کمال کی روانی، سادگی، برجستگی، بے ساختگی ہوتی۔ آپ نے کبھی بھی موٹے موٹے الفاظ اور مشکل علمی اصطلاحات یا ہاتھ ہلا ہلا کر یا منبر بجا بجا کر سامعین کو متاثر کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اس کے برعکس بالکل سادہ الفاظ میں عام گفتگو کے رنگ میں مگر ہر ہر لفظ کو صحت و عمدگی سے ادا کرتے ہوئے ہر ہر نکتہ کو بخوبی سمجھاتے ہوئے مسلسل بولتے چلے جاتے تھے۔ حسب ضرورت آپ کی آواز بلند بھی ہو جاتی تھی مگر کبھی بھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ غیر طبعی طور پر زور لگا کر جوش و جذبہ کا اظہار کر رہے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے سامعین اپنی طبیعت پر کسی بوجھ یا اکتاہٹ کے احساس کی بجائے بشاشت، توجہ اور رغبت سے سنتے چلے جاتے اور خطاب کے خاتمہ پر بالعموم یہی تاثر لے کر اٹھتے کہ کاش یہ علم و عرفان کی مجلس ابھی ختم نہ ہوتی اور حق و حکمت کے گوہر اسی طرح بٹتے چلے جاتے۔

ایک تاثر

ایک غیر از جماعت دانشور کو قادیان جا کر حضور سے ملنے اور آپ کا خطاب سننے کی سعادت حاصل ہوئی وہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''میں نے ایک اور بات جسے غور کے ساتھ دیکھا وہ یہ تھی کہ سارا گروہ سارا سلسلہ سارا ہجوم سارا انبوہ اس پاک نفس......کی ایک چھوٹی انگلی کے اشارے پر چل رہا ہے۔ ہر شخص سر تسلیم خم کرتا ہوا اور اپنے امام کی محبت میں رنگین ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جہاں دیکھو (آپ) کی محبت و ایثار نفسی کا چرچا ...... میں حضرت امام جماعت کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص قلم کا دھنی بھی ہے۔ تقریر کا اعلیٰ درجہ کا ماہر بھی اور تنظیم کا اعلیٰ درجہ کا گورنر بھی۔

(بیان چوہدری محمد ابراہیم فیروز پوری الفضل 3 فروری 1928ء)

گہرا اثر

ایک معزز غیر از جماعت رئیس نے بریڈلا ہال لاہور میں حضور کی معرکۃ الآراء تقریر سننے کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ''مرزا بشیرالدین محمود احمد جن کے انتظار میں آنکھیں بیتاب تھیں وقت مقررہ پر تشریف لائے......اور ایک نہایت قابل قدر اور برجستہ تقریر موجودہ واقعات پر کی۔ جس کی دشمن بھی داد دینے لگے۔ حضرت نے اس خوش اسلوبی سے تقریر کی کہ سامعین پر وجد طاری ہو گیا۔ مسٹر جے ویو بیرسٹر نے بے ساختہ کہا مجھ پر اس تقریر کا جتنا اثر ہوا کبھی کسی تقریر کا نہیں ہوا۔ رائے صاحب نند رام اکثر تعریف کرتے تھے کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نہایت اچھا بولنے والے ہیں اور ان کی تقریر کا ہر ایک شخص پر اثر ہوتا ہے''۔

(الفضل 25 مارچ 1923ء)

عالم وجد

حضور نے ایک خاص تحریک پر ایک والی ریاست کو دعوت الی اللہ کی خاطر ''تحفۃ الملوک'' نامی کتاب تحریر فرمائی اور کتاب کی اشاعت سے قبل قادیان کی جماعت کو خود ہی پڑھ کر سنائی۔ اس رقت انگیز اور مؤثر واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے روزنامہ الفضل نے اپنی 20 جون 1914ء کی اشاعت میں تحریر کیا۔

''باوجود گرمی کی تپش اور ہوا کی بندش کے سامعین بت بنے بیٹھے تھے اور ایک عجیب عالم محویت طاری تھا ہمارے خواجہ کرم داد صاحب (جموں) تو ایسے وجد میں آئے کہ چالیس منٹ تک سجدے میں پڑے رہے ......''۔

مذکورہ بالا کتاب کے متعلق مکرم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے اپنے کسی آزاد خیال جاننے والے کے تاثر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:۔

''ایک دہریہ نے حضور کا ''تحفۃ الملوک'' پڑھا۔ کہتا تھا کہ یہ شخص اس طاقت اور قوت کا معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی بھی انسان غالب نہیں آسکے گا۔ پھر اس نے القول الفصل پڑھ کر بھی رائے قائم کی کہ یہ ایک عجیب ہی شان کا انسان معلوم ہوتا ہے جس کے کلام میں بچپن یا جوش شباب یا ناتجربہ کاری یا پست ہمتی کا شائبہ تک نہیں بلکہ بہت بڑے دماغ اور عجیب شان کا انسان ہے جس کے کلام میں قوت و عظمت اور جلال کی روح پائی جاتی ہے''۔

(الفضل 21 مارچ 1915ء)

سید عبدالقادر صاحب کا تبصرہ

بریڈلا ہال میں حضور کی تقریر کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس تقریر کا عنوان دین حق اور تعلقات بین الاقوام تھا۔ اس تقریر کی افادیت اور کامیابی کا اس امر سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ لاہور کی ایک نامور علمی شخصیت سید عبدالقادر صاحب، صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج لاہور اس تقریر کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت اصرار اور اشتیاق سے درخواست کی کہ قرون اولیٰ میں پیدا ہونے والے فتنوں کی وجوہ و اسباب کے متعلق بھی ضرور تقریر فرمائیں۔ حضور نے ان کی اس خواہش کا پاس کرتے ہوئے اس نہایت مشکل اور دقیق موضوع پر صرف دو دن بعد 26 فروری کو اسلامیہ کالج ہال میں ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس تقریب کی صدارت محترم سید عبدالقادر صاحب نے کی تھی۔ آپ نے حضرت صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ

آج کے لیکچرار اس عزت، شہرت اور اس پائے کے انسان ہیں کہ شاید ہی کوئی صاحب ناواقف ہوں۔ آپ اس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کے خلف ہیں جنہوں نے تمام مذہبی دنیا اور بالخصوص عیسائی عالم میں تہلکہ مچا دیا تھا......۔ (الفضل 8 مارچ 1919ء)

حضور کی مدلل، مؤثر، مفصل تقریر کے بعد محترم سید صاحب موصوف نے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ:۔

''......میرا خیال ہے کہ ایسا مدلل مضمون، تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہوگا......''۔

تمام شکوک مٹ گئے

کشش و جذب کا مضمون تو بہت ہی وسیع ہے تاہم ذیل میں ایک اور مثال پیش کی جاتی ہے جس سے حضور کے بیان و خطاب کی تاثیر کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ ایک سخت مخالف وکیل جو بقول خود قادیان تماشہ دیکھنے کے خیال سے گئے تھے۔ حضور کا خطاب سننے کے بعد اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''بعد دوپہر حضور کی باتیں انجمن خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں سنیں۔ اس گراں مایہ شخصیت کے متعلق جتنے شکوک میں اپنے دل میں لے کر آیا تھا تمام کے تمام اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اتنا سادہ اور پُرزور کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ تقریر میں کوئی دقیق مسائل نہیں بیان کئے گئے تھے۔ سادہ اور روزمرہ کی باتیں تھے۔ مگر ان ہی سادہ باتوں میں خدا جانے کہاں کی جاذبیت تھی کہ میں نے ایک ایک لفظ ہمہ تن گوش ہو کر سنا اور اپنے آپ کو زندہ سے زندہ تر پایا۔ دوران جلسہ میں حضور کی دیگر تقاریر بھی سنیں جو اپنی سادگی برجستگی اور تاثیر کے لحاظ سے بے مثل تھیں۔ باوجود ان تاثرات کے میں پکا غیر احمدی رہا اور مورخہ 29 دسمبر 1939ء کو صبح کی گاڑی سے قادیان سے رخصت ہو کر گھر کو روانہ ہوا۔ میرے سوا اور بھی بہت سے لوگ اس گاڑی پر واپس ہو رہے تھے جو عموماً احمدی تھے۔ میرے ڈبے میں ایک شخص کے پاس چند کتب تھیں جو وہ قادیان سے خرید کر لایا تھا۔ میں نے دفع الوقتی کے لئے ایک کتاب ان میں سے اٹھالی اور پڑھنے لگا۔ یہ کتاب حضور کی تقریر انقلاب حقیقی تھی۔ اس کتاب کے ختم کرنے تک میں احمدی ہو چکا تھا۔ زمین تو پہلے تیار تھی صرف بیج ڈالنے کی دیر تھی جو انقلاب حقیقی نے ڈال دیا اور خدا کی رحمت یکبارگی مجھ پر نازل ہوگئی پہلے میں نے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ مخالفانہ نکتہ نگاہ سے کیا ہوا تھا۔ وہ تمام مطالعہ اب یکدم کریمانہ انداز سے مجھ پر جھپٹا اور میں شکار ہو گیا۔ مجھے اپنے آپ پر خود یقین نہیں آتا تھا۔ میری رگ رگ میں ایک ہیجان بپا تھا۔ مجھے ایسے معلوم ہوا کہ ابھی ابھی میری روح میرے جسم کو چھوڑ دے گی جس طرح اچانک کسی ہتھیلی پر جلتا ہوا کوئلہ رکھ دیا جائے اور وہ اس کے اثر سے تلملانے لگے۔ یہی حال میری روح کا تھا......۔ گھر آ کر بیعت کا فارم پُر کر کے امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ کو بھجوا دیا جس کے زیر عنوان مندرجہ ذیل فی البدیہہ رباعی تھی۔

عید قرباں ہے آج اے تنویر
مجھ پہ ہے فضل رب سبحانی
پیش کرتا ہوں روح و قلب و دماغ
کاش منظور ہو یہ قربانی

الفضل کے پرانے قارئین تو یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ سیالکوٹی وکیل مشہور صحافی صاحب طرز ادیب اور نامور شاعر ہمارے محترم بزرگ شیخ روشن دین صاحب تنویر تھے۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ روزنامہ الفضل کی ادارت کی اور سچ تو یہ ہے کہ خوب کی۔

وسیع النظری اور خدا پرستی

1939ء میں جب قادیان میں خلافت جوبلی منایا گیا تو خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین آف سکندر آباد نے جوبلی جلسہ پر اپنا پیغام ان الفاظ میں بھجوایا:۔

''میں نے مسلمانوں کے مختلف فرقہ واری اختلافات سے ہمیشہ اپنے آپ کو الگ رکھا اور ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے لئے توحید، رسالت اور قرآن کے مشترکہ مسائل میں سب کچھ ہے۔ لیکن احمدی جماعت اور اس کی کوششوں سے احمدی نہ ہونے کے باوجود مجھے ابتداء سے ہمدردی رہی ہے۔ خود میرے بڑے بھائی سیٹھ عبداللہ الہ دین، احمدیت کے ایک عملی (مربی) ہیں۔ میں اس جماعت کی اشاعت و تبلیغ کی مساعی کو دیکھ کر خصوصیت کے ساتھ بہت پسند کرتا ہوں۔ اور اس میں حتی الامکان امداد کرتا رہتا ہوں۔ جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی مجھ پر خاص توجہ اور عنایت ہے۔ اور ان کی عملی زندگی، وسیع النظری اور خدا پرستی نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا۔ اپنے والد کے منصب خلافت کو ادا کرتے ہوئے پچیس سال کی تکمیل میں ان کو اور جماعت احمدیہ کو دل سے مبارک باد دیتا ہوں''۔

(الحکم 28 دسمبر 1939ء ص 2)

خوش نصیب

ملک بھی رشک ہیں کرتے وہ خوش نصیب ہوں میں
وہ آپ مجھ سے ہے کہتا نہ ڈر قریب ہوں میں

غضب ہے شاہ بلائے، غلام منہ موڑے
ستم ہے چپ رہے یہ، وہ کہے مجیب ہوں میں

وہ بوجھ اٹھا نہ سکے جس کو آسمان و زمیں
اسے اٹھانے کو آیا ہوں کیا عجیب ہوں میں

مقابلہ پہ عدو کے نہ گالیاں دوں گا
کہ وہ تو ہے وہی جو کچھ کہ ہے، نجیب ہوں میں

ہے گالیوں کے سوا اس کے پاس کیا رکھا
غریب کیا کرے مخطی ہے وہ، مصیب ہوں میں

کرے گا فاصلہ کیا جب کہ دل اکٹھے ہوں
ہزار دور رہوں اس سے پھر قریب ہوں میں

ہے عقل نفس سے کہتی کہ ہوش کر ناداں
مِرا رقیب ہے تو اور تری رقیب ہوں میں

کر اپنے فضل سے تو میرے ہم سفر پیدا
کہ اس دیار میں اے جانِ من غریب ہوں میں

نہ سلطنت کی تمنا نہ خواہش اکرام
یہی ہے کافی کہ مولیٰ کا اِک نقیب ہوں میں

مری طرف چلے آئیں مریض روحانی
کہ ان کے دردوں دکھوں کیلئے طبیب ہوں میں

کلام محمود

مکرم محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب۔ مؤرخ احمدیت

خلافت ثانیہ (14 مارچ 1914ء۔ 8 نومبر 1965ء) میں

26 عظیم الشان پیشگوئیوں کا شاندار ظہور

خدائے ذوالعجائب عز و جل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی ولادت سے بھی چار سال قبل نہ صرف آپ کے عہد خلافت بلکہ پوری زندگی کے حالات وواقائع کی شرح وبسط سے خبر دی جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے معروف ہے۔

ان ربانی الفاظ میں جو علامات بیان فرمائی گئیں ان کا حرف حرف جس شان وشوکت سے خلافت ثانیہ کے پنجاہ سالہ عہد مبارک میں پورا ہوا وہ تاریخ کا کھلا ورق ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سیدنا مصلح موعود کا لیکچر ''الموعود'' دسمبر 1944ء)

اللہ جلشانہ کی طرف سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کو آپ کی ولادت سے قبل یہ بھی بتا دیا گیا کہ مصلح موعود کا ایک نام ''فضل عمر'' بھی ہے جس میں صریحاً آپ کے خلیفہ ثانی ہونے کی طرف اشارہ تھا۔

ان سب حقائق کی روشنی میں حضرت فضل عمر کے زریں عہد مبارک میں رونما ہونے والے خارق عادت نشانوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔ ؎

ہمارے دین کا قصوں پہ ہی مدار نہیں
نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں

نشان 1

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے منصب خلافت پر فائز ہونے سے صدیوں کے بہت سے قدیم آسمانی نوشتے پورے ہوئے۔ مثلاً

(الف) بنی اسرائیل کی روایات کے مجموعہ طالمود (جوزف بارکلے) باب پنجم ص 37 مطبوعہ 1878ء میں لکھا ہے۔

"It is also said that He (The Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grandson"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسیح موعود کی وفات ہوگی اور اس کی بادشاہت اس کے بیٹے اور پوتے کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اس پیشگوئی کے ثبوت میں طالمود میں یسعیاہ باب 42,41 کی درج ذیل آیات پیش کی گئیں:۔

''میں نے شمال سے ایک کو برپا کیا ہے وہ آ پہنچا۔ وہ آفتاب کے مطلع سے آ کر میرا نام لے گا اور شہزادوں کو گارے کی طرح لتاڑے گا۔ میں نے ہی پہلے صیہون سے کہا کہ دیکھ ان کو دیکھ اور میں ہی ایک بشیر بخشوں گا میں دیکھتا ہوں کہ کوئی نہیں ان میں کوئی بشیر نہیں جس سے پوچھوں اور وہ مجھے جواب دے۔ دیکھو وہ سب کے سب بطالت ہیں ان کے کام ہیچ ہیں ان کی ڈھالی ہوئی مورتیں بالکل ناچیز ہیں۔

دیکھو میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اس میں ڈالی وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا وہ ماندہ نہ ہوگا جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم کرے ...... خداوند یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت سے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں۔ قید خانے سے چھڑائے''۔

(ب) حضرت امام یحیٰ بن عقب پانچویں صدی کے عارف باللہ اور شامی بزرگ نے خبر دی۔

ومحمود سیظھر بعد ھذا
ویملک الشام بلا قتال

(شمس العارف الکبریٰ مصری ص340)

مسیح موعود کے بعد ''محمود'' جلوہ افروز ہوگا اور بغیر کسی جنگ کے شام کا (روحانی) فاتح ہوگا۔

(ج) دہلی کے حضرت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی ظہور مہدی سے کئی سال پہلے کلکتہ میں چھپ کر شائع ہوئی۔

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

مسیح موعود کا دور جب ختم ہوگا تو اس کا فرزند بطور یادگار موجود ہوگا۔

(الاربعین فی احوال المہدیین'' از حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ مصری گنج کلکتہ 25 محرم الحرام 1268ھ۔ 21 نومبر 1851ء)

(د) شیعہ بزرگوں کی ایک روایت میں النبی المھدی اور اس کے موعود فرزند کی نسبت لکھا ہے:۔

اس وقت ''النبی المہدی'' کے فرزند کا ظہور بھی ہوگا۔

(بحارالانوار جلد 13 ص40 از ملا محمد باقر مجلسی مطبوعہ سرمن رای (عراق) 10 شوال 1320ھ مطابق 10 جنوری 1903ء)

نشان 2

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے آنحضرت ﷺ کی ایک روایت میں لکھا ہے۔ یکون اختلاف عند موت خلیفة''

(ابوداؤد الامام المھدی عند اھل السنة جلد 2 ص503۔ ناشر مکتبہ الامام امیر المومنین علی اصبہان ایران)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک خلیفہ کی بیعت تو متفقہ طور پر ہوگی مگر اس کے بعد کی خلافت میں اختلاف رونما ہو جائے گا اور جماعت مومنین دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ خود حضرت مسیح موعود کو الہاماً خبر دی گئی۔

''خدا دو...... فریق میں سے ایک کا ہوگا پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے''۔

(اخبار بدر 18 / اپریل 1907ء ص3)

نشان 3

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے اگلے ماہ 12 / اپریل 1914ء کو جماعت احمدیہ کے نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے قبل از وقت بشارت دی کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کے ذریعہ باوجود بے سروسامانی کے اشاعت دین کا عالمی نظام یقیناً معرض وجود میں آئے گا۔ ع

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

چنانچہ شیر خدا نے صوت اسرافیل اور صدائے ربانی بن کر بتایا:۔

''میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ (دین) کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ (دین) کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہوا اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں (دین) کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش انس (دین) کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے غرض اسی جوش اور خواہش کی بنا پر میں نے خداتعالیٰ کے حضور دعا کی کہ میرے ہاتھ سے .... (دین) کا کام ہو اور میں خداتعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں .... میرے دل میں اتنی تڑپ تھی کہ میں حیران تھا اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر۔ پس میں اس کے حضور ہی جھکا اور دعائیں کیں اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ میں نے بار بار عرض کی کہ میرے پاس نہ علم ہے نہ دولت نہ کوئی جماعت ہے نہ کچھ اور ہے جس سے میں خدمت کر سکوں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اس نے میری دعاؤں کو سنا اور آپ ہی سامان کر دیئے اور تمہیں کھڑا کر دیا کہ میرے ساتھ ہو جاؤ ...... اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھاوے گا اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا''۔

(''منصب خلافت'' تقریر قادیان فرمودہ 12 / اپریل 1914ء طبع اول ص17,16 قادیان)

اس تعلق میں یہ بھی بتایا کہ:۔

''میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں تاکہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ (دعوت الی اللہ) کر سکیں''۔

''غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں (دعوت الی اللہ) کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے کہ یہ میرا کام ہے میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا ارادہ ہے اور بہت کچھ چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا میرا خدا قادر ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے وہی مجھے اس سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک تو وہ آپ ہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے مگر اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے......

پس میرے دوستو! روپیہ کے معاملہ میں گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں وہ آپ سامان کرے گا۔ آپ ان سعادت مند روحوں کو میرے پاس لائے گا جو ان کاموں میں میری مددگار ہوں گی''۔

''پس خدا آپ ہی ہمارا محاسب اور محصل ہوگا اسی کے پاس ہمارے سب خزانے ہیں''۔

(''منصب خلافت'' ص16 تا 20)

جب یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں چند آنوں کے سوا کچھ موجود نہ تھا لیکن اس کے بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ جماعت کی اکثریت خلافت کے مقدس پرچم تلے جمع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے حضرت مصلح موعود کے ذریعہ تمام دنیا میں دینی مشنوں کا ایسا جال بچھ گیا ایک عالم کو بھی عملاً تسلیم

کرنا پڑا کہ جماعت احمدیہ پر اب آفتاب غروب نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح موعود نے پہلے سے یہ خوشخبری دی تھی کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نشان 4

1914ء میں ہی دنیا کی پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی جس کی تفصیلی علامات حضرت مسیح موعود نے 1905ء میں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بیان فرمادی تھیں جو من وعن کمال صفائی اور وضاحت سے پوری ہوئیں۔

نشان 5

اس جنگ عظیم کی نسبت حضرت اقدس نے خبر دی تھی کہ ؎

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی با حال زار

چنانچہ عین اس کے مطابق دنیا کے سب سے طاقتور روسی بادشاہ نکولس دوم زار کا تختہ الٹ دیا گیا اور 16 جولائی 1918ء کو بالشویکوں نے اسے اور اس کے پورے خاندان کو گولیوں سے اڑا دیا۔

نشان 6

حضرت شیخ یوسف دہلوی متوفی 1372ھ حضرت چراغ دہلوی (جانشین حضرت نظام الدین اولیاء) کے خلفاء کبار میں سے تھے۔

آپ نے اپنی منظوم کتاب ''تحفہ نصائح'' میں پیشگوئی فرمائی کہ ظہور مسیح موعود کے بعد مزدوروں اور کسانوں کی حکومت قائم ہوگی اور اس سیاسی انقلاب کے وقت دین کے تاجدار محمود احمد ہوں گے۔ ؎

محمود احمد تاج دیں مزدور بنی ہر طرف
شادی قبولا زیر کا مقطع شدہ ہم مشتہر
اہل بوادی روستا چوپاں شباں ہم جفت راں
کفشہ نہ گاہی پائے شاں کپے نبودی شان بسر

(تحفہ نصائح ص12 ناشر ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور)

یہ پیشگوئی حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود کی خلافت کے تیسرے سال حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئی جبکہ 12 مارچ 1917ء کو لینن کے ساتھیوں نے دنیا کے سب سے بااختیار بادشاہ (زار روس) کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور مزدوروں اور کسانوں کی حکومت قائم ہوگئی جس کا جھنڈا سرخ تھا۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مضمون مطبوعہ الفضل 22 اکتوبر 1969ء ص 4,3)

نشان 7

مرزا غلام قادر صاحب (برادر اکبر مسیح موعود) کی زوجہ اور مسیح موعود کے بچوں کی تائی محترمہ حرمت بی بی صاحبہ سلسلہ احمدیہ کی سخت مخالف تھیں لیکن 1900ء میں حضرت اقدس کو الہام ہوا ''تائی آئی''۔

یہ خوشخبری 1916ء میں عملی شکل اختیار کرگئی اور اسی سال محترمہ حضرت مصلح موعود کی بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوگئیں۔

نشان 8

اوائل 1921ء میں حضرت مصلح موعود کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ میں پہلا احمدیہ مشن کھولنے کے لئے قادیان سے تشریف لے گئے۔ آپ ساحل امریکہ پر اترے تو امریکی حکومت نے آپ پر داخلہ کی پابندی لگادی کہ آپ اس مذہب کے پیرو ہیں جس میں ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہیں۔ جب یہ خبر ہندوستان پہنچی تو بعض متعصب فرقہ پرستوں نے اس پرخوشی کے شادیانے بجائے لیکن حضور اقدس نے سیالکوٹ میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے نہایت واشگاف لفظوں میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:۔

''ہم نے اپنے ایک (مربی) کو امریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تا حال (دعوت الی اللہ) کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں دعوت الی اللہ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو...... بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن...... کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی''۔

(الفضل 15 اپریل 1920ء ص12 کالم 2)

اس پُرشوکت اور عظیم الشان پیشگوئی پر صرف چند ماہ ہی گزرنے پائے تھے کہ امریکہ کی گورنمنٹ کو خدا کی روحانی حکومت کے سامنے جھکنا پڑا اور شکاگو میں احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آگیا۔ اس فعال مشن کی شاخیں نیویارک، بالٹی مور، پٹس برگ، ہنکس ٹاؤن، کلیولینڈ، انڈیانا پولس، شکاگو، ملواکی، سینٹ لائس، لاس اینجلس اور واشنگٹن غرضیکہ ملک کے تمام اہم اہم شہروں اور مقامات پر موجود ہیں۔ مشن کی شاندار قربانیوں اور دینی اور فلاحی اور سرگرمیوں پر خلفاء احمدیت کئی بار خراج تحسین کر چکے ہیں۔

نشان 9

پیشگوئی ہے کہ:۔

اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کرے گا جو دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ زرد رنگ کا لباس زیب تن کئے ہوں گے۔

(مسلم کتاب الفتن)

حضرت مہدی موعود نے رجب 1311 ہجری مطابق جنوری 1894ء میں اس حدیث کی الہام الٰہی سے یہ تشریح فرمائی کہ عربی لغت میں ''نزیل'' مسافر کو کہتے ہیں اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کا سفر کرے گا۔

(حمامۃ البشریٰ طبع اول ص37)

اس ابتدائی زمانہ میں جبکہ آپ کی شخصیت پردہ گمنامی میں مستور اور قادیان کی چھوٹی سی بستی بالکل غیر معروف اور جماعت کی تعداد بھی نہایت درجہ قلیل تھی آپ کی بیان فرمودہ یہ توجیہہ بالکل ناممکن الوقوع دکھائی دیتی تھی مگر اس کے تیس سال بعد ایسے غیبی سامان پیدا ہوئے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود اگست 1924ء کے سفر یورپ کے دوران دمشق کے منارہ بیضاء کے ٹھیک مشرق میں واقع ہوٹل میں قیام فرما ہوئے۔ ہوٹل میں حضور کی زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ اکثر لوگ نہایت احترام کا اظہار کرتے اور آپ کو ''ابن المہدی'' کہہ کر سلام کہتے تھے۔ ازاں بعد 1955ء میں آپ کو اپنے اختیار سے نہیں بلکہ ملک بھر کے مشہور ڈاکٹروں کے اصرار پر بغرض علاج دوسری بار یورپ جانا پڑا۔ اس سفر میں 30 اپریل کو آپ دمشق پر بذریعہ ہوائی جہاز اترے۔ علم التعبیر کی اصطلاح کے مطابق اس وقت آپ دو زرد چادروں میں ملبوس یعنی بیمار تھے۔ الغرض حدیث نبویؐ کی صداقت پر گویا دن چڑھ گیا اور ''نزول دمشق'' کا نشان معنوی اور ظاہری دونوں اعتبار سے پورا ہوگیا۔ ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

نشان 10

پیشگوئی مصلح موعود (20 فروری 1886ء) میں ایک ذوالوجوہ اور حقیقت افروز علامت بیان کی گئی تھی کہ ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا''۔

حضرت مصلح موعود کے وجود میں یہ خبر خارق عادت رنگ میں کئی بار پوری ہوئی مثلاً دسمبر 1930ء میں خان بہادر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرلی اس طرح حضرت مسیح موعود کے چاروں فرزند حلقہ بگوش احمدیت ہوگئے۔

نشان 11

3 مئی 1905ء کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کو رؤیا میں لکھا ہوا دکھایا گیا۔

''آہ نادر شاہ کہاں گیا''

(اخبار بدر 27 اپریل 1905ء ص1)

یہ جلالی الہام 8 نومبر 1933ء کو پورا ہوگیا کیونکہ اس روز بادشاہ افغانستان نادر شاہ کو عین دن کے وقت قتل کردیا گیا اس اچانک اور بے وقت موت کے متعلق سارا عالم زبان حال سے پکار اٹھا ''آہ نادر شاہ کہاں گیا''۔

نشان 12

15 جنوری 1934ء کو ہندوستان کے شمال مشرقی حصہ بہار میں ایک ایسا تباہ کن اور ہلاکت آفریں زلزلہ آیا جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ یہ زلزلہ بھی صداقت احمدیت وحقانیت خلافت کا چمکتا ہوا نشان تھا کیونکہ اس بارہ میں 20 اپریل 1907ء کو حضرت مسیح موعود نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب شمال مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا ہے۔

(اخبار بدر 2 مئی 1907ء ص1)

نشان 13

حضرت مرزا قدرت اللہ صاحب ساکن محلہ چابک سواراں لاہور (ولادت 12 اپریل 1888ء وفات 27 اکتوبر 1963ء) کی تحریری روایت ہے کہ

''غالباً 1902ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود صبح سیر کے لئے تشریف لے گئے...... جب ہم اس گاؤں کے بیچ میں پہنچے جونواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ خلیفہ رجب الدین صاحب نے (مجھ سے کہا)...... حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں سے ریلوے لائن گزرے گی اپنے سوٹے سے نشان کردیا ہے چنانچہ کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود کی زبان مبارک سے نکلی باتوں کو پورا کیا''۔

(رجسٹر روایات جلد 4 ص177)

یہ عظیم پیشگوئی 19 دسمبر 1928ء کو پوری شان سے پوری ہوئی جب امرتسر سٹیشن پر قادیان ریلوے کا افتتاح ہوا اور پہلی گاڑی قادیان کیلئے روانہ ہوئی جس میں حضرت مصلح موعود، خاندان مسیح موعود اور بہت سے بزرگ اور مخلصین بھی تھے۔ گاڑی نے 3 بجکر 42 منٹ پر حرکت کی 6 بجے شام گاڑی قادیان کے پلیٹ فارم پر پہنچی اور پوری فضا پُرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔ (الفضل 25 دسمبر 1928ء)

نشان 14

آنحضرت ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ:
آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی تا وقتیکہ عرب میں وہ آگ ظاہر نہ ہو جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔
(کنزالعمال جز 14 ص 344 ناشر مکتبہ التراث الاسلامی حلب)

الساعۃ یعنی ظہور مہدی کی یہ علامت 1935ء میں پوری ہوگئی جبکہ سعودی عرب میں خدا کے فضل سے پٹرولیم اور دوسری معدنیات کی دریافت ہوئی اور شاہ ابن سعود نے غیر ملکی فرموں کے ذریعہ اس کے برآمد کئے جانے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

نشان 15

قدیم شیعہ لٹریچر میں مہدی موعود کے پرچم کا ذکر ملتا ہے۔ (مہدی موعود ترجمہ جلد سیز دہم بحارالانوار علامہ مجلسی ص 1096 مطبوعہ طہران 1960ء) یہ خبر 1939ء کے جلسہ خلافت سلور جوبلی کے موقع پر کمال شان سے پوری ہوئی جبکہ حضرت مصلح موعود نے پہلی بار لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کی۔ شیر خدا حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

"یظھر صاحب الرایۃ المحمدیۃ والدولۃ الاحمدیہ"

(ینابیع المودۃ جلد 3 ص 58 از علامہ شیخ سلیمان المعروف خواجہ کلاں متوفی 1877
مطبع العرفان صیدا بیروت)

یعنی مہدی موعود جو پرچم محمدی کا علمبردار ہوگا مملکت احمدیت کا جھنڈا لے کر ظہور کرے گا۔

اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ پرچم پر اسمعوا واطیعوا کے الفاظ ہوں گے یہ کشفی زبان میں اس عہد کی طرف لطیف اشارہ معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کا خلاصہ ہے جو سیدنا نے سلور جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد شمع احمدیت کے پروانوں سے لیا تھا۔

نشان 16

دوسری جنگ عظیم (یکم ستمبر 1939ء تا اگست 1945ء) کے دوران خدائے علیم وخبیر نے اپنے محبوب بندہ محمود المصلح الموعود کو کشوف والہامات کے ذریعہ بہت سی خبریں دیں جو اس آب وتاب سے اور کمال وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوئیں کہ اپنے اور بیگانے تو الگ رہے مشرق ومغرب کے عظیم دانشور اور مفکر بھی حیرت زدہ ہوگئے مثلاً لیوپولڈ (شاہ بیلجیئم) کیرول (شاہ رومانیہ) بورس (شاہ بلغاریہ) رضا شاہ پہلوی کی دستبرداری۔ برطانیہ کی طرف سے فرانس کو برٹش ایمپائر سے الحاق کی پیشکش اور چھ ماہ بعد جنگی حالات کا پلٹا کھانا 10 مئی جرمن لیڈر روڈلف ہیس (Rodelf Hess) کا پیراشوٹ کے ذریعہ ساحل انگلستان پر اترنا۔ اٹلی کی فوجوں کا لیبیا میں چار بار انگریزی افواج کو پیچھے دھکیلنا اور بالآخر شکست کھانا۔ امریکہ کا انگریزوں کی مدد کے لئے 2800 جہاز بھجوانا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مارسین پارٹی کا برسراقتدار آنا وغیرہ۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''گزشتہ وموجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئیاں'' مؤلفہ حضرت مولانا جلال الدین شمس سابق امام بیت فضل لندن ومولانا محمد یعقوب صاحب طاہر مولوی فاضل۔
(المبشرات از دوست محمد شاہد)

نشان 17

حضرت مصلح موعود نے جنگ عظیم کے دوران (عین اس وقت جبکہ ہٹلر کی فوجیں نہایت برق رفتاری سے بڑھتی جارہی تھیں اور پوری برٹش ایمپائر پر ایک زلزلہ سا بپا تھا) مجلس مشاورت قادیان 1941ء کے ممبران کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اس جنگ میں خدا تعالیٰ کا دخل ہے اور جس جنگ میں خدا تعالیٰ کا دخل ہو۔ اس کا نتیجہ ...... احمدیت کے لئے مضر نہیں ہوسکتا۔ ابھی میں برابر دعا میں مشغول ہوں اور گو درمیانی واقعات اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیئے ہیں مگر اس جنگ کے آخری نتیجہ اور انجام کے متعلق ابھی وضاحت سے علم نہیں ہوا۔ دوستوں کو چاہئے کہ وہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان مصیبت سے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اپنے بندوں کو بچالے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر اس جنگ میں جرمنی کو شکست ہوئی تو اس کے بعد (دعوت الی اللہ) کا بہترین مقام جرمنی ہوگا جرمن قوم تین سو سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ مگر ابھی تک وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو ہم اسے بتا سکیں گے کہ خدا نے تمہاری ترقی کا کوئی اور ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے۔ جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ اور بحبل اللہ ترقی کر جاؤ پھر تمہیں دنیا میں کوئی مغلوب نہیں کر سکے گا پس میں سمجھتا ہوں جرمن قوم کا اس شکست میں دینی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ ہے اور عنقریب......ہمیں ایک ایسا میدان میسر آنے والا ہے جہاں کے رہنے والے باتیں نہیں کرتے بلکہ کام کرتے ہیں اور زبانی دعوے نہیں کرتے بلکہ عملی رنگ میں قربانیاں کر کے دکھاتے ہیں''۔
(رپورٹ مشاورت 1940ء ص 136,135)

نشان 18

یروشلم سے 16 میل دور مشرق میں وادئ قمران کے غاروں سے 1947ء سے اب تک قدیم نوشتوں کا بیش بہا خزانہ دستیاب ہوا ہے جو "Dead Sea Scrolls" (صحائف بحر مردار) کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں۔ جو قرن اول کے عیسائیوں اور پہلی صدی قبل مسیح کے ایسینی یہودیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جن سے حضرت مسیح کی اصل شخصیت اور آپ کے عہد حیات پر تیز روشنی پڑتی ہے۔ غاروں سے برآمد ہونے والا یہ علمی خزانہ ظہور مہدی کا نشان اور خلافت احمدیہ کی حقانیت کا واضح ثبوت ہے۔ کیونکہ الشیخ الامام عبدالرحمٰن بن محمد البسطامیؒ (ولادت 858ھ) اور دوسرے اکابر نے سینکڑوں سال قبل اس کی پیشگوئی کی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

ترجمہ: روایت ہے کہ مہدی انطاکیہ کے غار سے کتابیں برآمد کرے گا۔

(ینابیع المودۃ الجزء الثالث ص 53 الطبعۃ الثانیۃ للشیخ خواجہ کلاں۔ مطبوعہ مطبعۃ العرفان بیروت)

نشان 19

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 31 ؍اگست 1947ء سے قادیان سے پاکستان میں ہجرت فرمائی جس سے حضرت مسیح موعود کا الہام ''داغ ہجرت'' کمال فصاحت سے پورا ہوا۔ (تشحیذ الاذہان جولائی 1908ء ص 14)
عجیب بات یہ ہے کہ حضرت اقدس کو الہاماً یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ ہجرت ''پاک زمین'' کی طرف ہوگی چنانچہ آپ نے اپریل 1902ء میں ایک تازہ کلام الٰہی کا اردو ترجمہ درج ذیل الفاظ میں شائع فرمایا جس کا ایک ایک لفظ اعجازی رنگ میں ظاہر ہو چکا ہے:۔

''عیسائی لوگ ایذارسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے اور کہہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے''۔
(دافع البلاء ص 21 طبع اول مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان)

نشان 20

جناب الٰہی نے حضرت مصلح موعود کو ہجرت سے قبل مختلف رؤیا وکشوف کے ذریعہ خبر دی کہ

قادیان اور اس کے گرد ونواح میں دشمن یکدم حملہ کر کے آئے گا۔ دشمن کی طرف سے خفیہ رنگ میں جنگ ہوگی۔

قادیان سے جالندھر تک بڑی خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلا گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔

قادیان میں بھی دشمن غالب آجائے گا مگر بیت مبارک کا حلقہ اس مرحلہ میں پامردی سے مقابلہ کرے گا اور آخر محفوظ رہے گا۔

تباہی کے اس دور میں حضرت امام جماعت احمدیہ اپنے خاندان کے علاوہ بعض اپنے جاں نثار خدام کے ساتھ قادیان سے کسی دوسری جگہ مرکز کی تلاش میں ہجرت کر آئیں گے۔ ان کی ہجرت پر قادیان کے باشندوں میں ایک عام افسردگی سی طاری ہوگی مگر خدا تعالیٰ قادیان اور دوسری جماعت احمدیہ کو خاص برکتوں سے نوازے گا اور حضرت امام جماعت احمدیہ کے طفیل وہ صحیح سالم اس طوفان سے پار نکل آئیں گے۔ ہجرت کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ ایک پہاڑی کے دامن میں نیا مرکز تعمیر کریں گے۔ جہاں پہلے فوجی بارکوں کی طرز پر مکان بنانے پڑیں گے۔ اس مرکز کی بنیاد 1948ء میں رکھی جائے گی۔ یہ ہجرت دوسرے مہاجرین کی طرح کسی اضمحلال اور کمزوری کا موجب نہ بنے گی بلکہ اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایک خاص عظمت وشوکت نصیب ہوگی اور اس کی شہرت اکناف عالم تک جا پہنچے گی۔

مستقبل کے یہ اہم انکشافات جن رؤیا وکشوف میں فرمائے گئے ان کی محیر العقول تفصیلات فضل عمر فاؤنڈیشن کی شائع کردہ معرکہ آراء کتاب رؤیا وکشوف سیدنا محمود میں شرح وبسط سے طبع شدہ ہیں جو خارق عادت معجزات کا مجموعہ ہیں اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں آپ کو پہلا مفصل خواب دسمبر 1941ء میں دکھلا دیا گیا تھا تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کیونکہ اس وقت جنگ عظیم نے ساری دنیا کو لپیٹ میں لے رکھا تھا اور قرارداد پاکستان کو پاس ہوئے صرف پونے دو سال ہوئے تھے اور کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ قادیان پر اب ایسا شدید حملہ ہوگا کہ حضرت مصلح موعود کو ہجرت کر کے ایک پہاڑ میں نیا مرکز قائم کرنا پڑے گا۔
(رؤیا وکشوف سیدنا محمود ص 162 تا 166)

نشان 21

یہ نیا مرکز حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' کی شاندار عملی تعبیر تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ربوہ کے افتتاح کے کچھ عرصہ بعد عاجز نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں بذریعہ مکتوب عرض کیا کہ حال ہی میں مجھے ازالہ اوہام ص 77,76 کے مطالعہ کا موقع ملا جو الہام ''تین کو چار کرنے والا ہوگا'' کی آسمانی کلید ہے کیونکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ مجھے کشفی طور پر بتایا کہ

''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ...... میں درج کیا گیا......''

''اس کشف سے صاف پتہ چل گیا کہ تین کو چار کرنے سے مراد تین مقدس مراکز ہیں اس میں نئے مرکز کی تعمیر ہے جو حضور انور کے عہد مبارک میں مقدر تھا سو یہ ازلی تقدیر 20 ستمبر 1948ء کو معرض ظہور میں آئی جبکہ حضور نے اپنے دست مبارک سے افتتاح فرمایا اور عجیب تر بات یہ ہے

کہ یہ افتتاح دوشنبہ ہی کو ہوا۔

اس مکتوب پر امام عالی مقام حضرت مصلح موعود کی طرف سے بہت جلد ایک کارڈ عاجز کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے خاکسار کی اس تشریح کو ازراہ شفقت و ذرہ نوازی شرف قبولیت بخشا اور اس کی تائید فرمائی۔

نشان 22

''ترجمان القرآن'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر نے آیت قرآنی فـاذا جـآء (بنی اسرائیل:105) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور پر یہود نامسعود (عذاب الٰہی کا مورد بننے کے لئے) فلسطین میں جمع ہو جائیں گے (درمنثور از حضرت جلال الدین سیوطی جلد 3 ص 131، بحارالانوار جلد 13 ص 22 از باقر مجلسیؒ) 16 مئی 1948ء کو اسرائیلی حکومت کے قیام سے یہ خبر بھی پوری ہوگئی جو صداقت قرآن کا واضح نشان ہے۔

نشان 23

مارچ 1953ء کے پُرآشوب دور میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے درج ذیل اعلان عام فرمایا جو اخبار ''فاروق'' لاہور (4 مارچ 1953ء) نے صفحہ اول پر جلی الفاظ میں شائع ہوا۔

الفضل کو ایک سال کے لئے بند کردیا گیا ہے۔ احمدیت کے باغ کو جو ایک ہی نہر لگتی تھی اس کا پانی روک دیا گیا ہے پس دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اس میں سب طاقت ہے ہم مختلف اخباروں میں یا خطوں کے ذریعہ سے آپ تک سلسلہ کے حالات پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ آپ کو اندھیرے میں نہیں رہنے دیں گے۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں میں بھی دعا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے وہ مجھ میں ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔

نشان 24

10 مارچ 1954ء کو سیدنا مصلح موعود پر نماز عصر کے وقت ایک بدبخت نے چاقو سے حملہ کیا اور کپڑے خون سے بھر گئے۔ حضور نے جلسہ سالانہ (28 دسمبر 1954ء) سے خطاب کرتے ہوئے اس سانحہ پر تفصیلی روشنی ڈالنے کے بعد پورے جلال سے فرمایا:

''بہرحال ایک بلا آئی اور چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا مگر میں اس موقعہ پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جو بھی واقعہ ہوا۔ حملہ کرنے والے کی نیت بہرحال مجھے مارنے کی اور نہ صرف مجھے مارنے کی بلکہ احمدیت کو مارنے کی تھی اور یہ میرا مذہبی فرض ہے کہ اس موقعہ پر میں یہ دنیا کو بتادوں کہ احمدیت کا میری زندگی پر انحصار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ آئے اور فوت ہوگئے۔ دشمن نے سمجھا کہ اب احمدیت ختم ہوگئی۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط نکلا اور احمدیت قائم رہی اور ترقی کرتی چلی گئی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا زمانہ آیا اور لوگوں نے سمجھا کہ احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وجہ سے قائم ہے۔ لیکن آپ بھی وفات پاگئے اور سلسلہ پھر بھی ترقی کرتا چلا گیا پھر سلسلے کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں دی۔ دشمن نے گمان کیا کہ بھلا یہ بچہ کیا کرسکے گا۔ آج نہیں تو کل یہ جماعت تباہ ہو جائے گی۔ لیکن وہ بچہ آج بوڑھا ہو رہا ہے۔ مگر احمدیت کا قدم جوانی کی طرف گامزن ہے۔ پس احمدیت کی ترقی کا تعلق یا انحصار کسی انسان پر نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ **جس نے بہرحال بڑھنا اور ترقی کرنا ہے اور اس کی شاخیں زمین سے آسمان تک پہنچتی چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ**

اس واقعہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا نشان بھی ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ میرے متعلق حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ''فضل عمر'' بھی ہے لوگ اکثر اس الہام کو پیش کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا عملی ظہور اس واقعہ کے ذریعہ ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ظہور تمہارے ذریعہ سے نہیں بلکہ تمہارے دشمن کے ذریعے فرمایا ہے۔ مجھے جو خلیفہ بنایا گیا تو یہ تمہارے ہاتھ کا فعل تھا یہ درست ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق خلیفہ خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ اور اسی نے مجھے بھی خلیفہ بنایا لیکن اس نے بہرحال یہ کام تمہارے ذریعہ سے کرایا اور جس کام میں انسان کے ہاتھ کا دخل نظر آتا ہو اسے دشمن کے سامنے بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔ مگر فضل عمر کے الہام کے پورا ہونے کا تعلق تم سے نہیں بلکہ دشمن کے ساتھ تھا۔ کیونکہ مجھ پر حملہ کرنے کا فعل ایسا ہے جو تم کر ہی نہیں سکتے تھے۔ پس الہام کو پورا کرنا تمہارے اختیار میں نہ تھا۔ بلکہ مخالف کے اختیار میں تھا۔ چنانچہ اسی کے ذریعہ یہ پورا ہوا۔ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا۔ عین اسی دن مجھ پر حملہ ہوا جس طرح ان پر ایک غیر عقیدہ رکھنے والے نے حملہ کیا۔ اسی طرح مجھ پر بھی عقائد کا اختلاف رکھنے والے شخص نے حملہ کیا۔ جس طرح ان پر مسجد میں اور نماز کے وقت پیچھے سے آکر حملہ کیا گیا۔ اسی طرح یہاں ہوا۔ فرق صرف یہ ہے کہ حضرت عمرؓ پر فجر کے وقت حملہ ہوا اور مجھ پر عصر کے وقت لیکن تم تفاسیر اٹھا کر دیکھ لو۔ ان میں فجر اور عصر دونوں نمازوں کو صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا گیا ہے۔ گویا اس لحاظ سے بھی مشابہت موجود ہے۔

اب دیکھ لو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو تمہارے اختیار سے باہر تھیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ذریعہ اس الہام کو پورا کیا اور ایسے رنگ میں پورا کیا کہ کوئی انکار نہیں کرسکتا اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میری مشابہت کو بالکل واضح کردیا۔ فرمایا اس حملہ کے ذریعہ نہ صرف فضل عمر کا الہام پورا ہوا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی وہ رؤیا بھی پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے محمود کے کپڑوں کو خون آلود دیکھا۔ اسی طرح اس حملہ کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک رؤیا میں قبل از وقت دے دی تھی۔ اس رؤیا میں میں نے دیکھا تھا کہ گویا میں تحقیقاتی عدالت میں ہوں اور وہاں مجھ پر پیچھے سے حملہ کیا گیا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس حملہ کے ذریعہ احمدیت کا واضح نشان ظاہر فرمایا''۔

(الفضل 2 جنوری 1955ء ص 2،1)

نشان 25

حضرت مسیح موعود نے اپنے رسالہ ''الوصیت'' میں بہشتی مقبرہ کی غرض یہ لکھی کہ:

''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''۔

(الوصیت ص 19 دسمبر 1905ء)

حضور نے الوصیت میں ہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے''۔

چنانچہ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر ''المنیر'' فیصل آباد نے حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں واضح طور پر اعتراف حق کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

''قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ ...... نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ بھارت، کشمیر، انڈونیشیا، اسرائیل، جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، امریکہ، برطانیہ، دمشق، نائیجیریا، افریقی علاقے اور پاکستان کی تمام جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں اور ان کی بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپے کی جائیدادیں ''صدر انجمن احمدیہ ربوہ'' اور ''صدر انجمن احمدیہ قادیان'' کے نام وقف کر رکھی ہیں''۔

(المنیر لائل پور 2 مارچ 1956ء ص 10)

نشان 26

سیدنا مصلح موعود نے تفسیر کبیر سورۃ الناس میں اپنی وفات کی نسبت حسب ذیل الہامی خوشخبری شائع فرمائی:۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ 1942ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا...... کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہتر ہوگا اس الہام میں ...... بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہوگی''۔

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 571 ناشر نظارت اشاعت)

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضور نے